فصل (۲۵)

خطبۂ غرا[۳]

کا

موضوع

احقاق الحق

حضرت فاطمہ زہراؑ نے یہ تاریخی خطبہ اپنے احقاق الحق میں ابوبکر کے دربار خلافت میں ارشاد فرمایا ہے۔ ابوبکر نے خلیفہ بن جانے کے فوراً بعد خلافت ہی کی طرح ایک جعلی حدیث گڑھ کر حضرت فاطمہ زہراؑ کے باغ فدک اور دوسرے سات باغات غصب کیے اور حضرت رسول خداؐ کی مسند کے ساتھ میراث حضرت محمد مصطفےٰؐ بھی ہتھیالی۔ ابوبکر نے باغ فدک کو بھی رسول اسلام کا ترکہ سمجھا اور کہا کہ حضور اکرم کا ترکہ امت کیلئے عطیہ ہے۔ وہ امت بھی کیا تھی کہ جس نے غصبی مال میں خود کو حضرت رسول خداؐ کی اولاد پر مقدم سمجھا۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے گمراہ ٹولے کی ایجاد کردہ بدعتوں کو غیر اسلامی فعل قرار دیا اور ثابت کر دیا کہ جس حدیث کے وسیلے سے انکا فدک اور دوسرے باغات غصب کیے گئے ہیں وہ ایک جعلی، جھوٹی اور خلافت ہی کی طرح گڑھی ہوئی بدعت ہے اور ہرگز حدیث رسولؐ نہیں ہے۔

یہاں فدک کے بارے میں بیان کرنا ہے۔
فدک کیا ہے۔ اس کی حدود اور تاریخ کیا رہی ہے۔

الفدک وما ادریک ماالفدک

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ جتنے بھی انبیاءؑ الہٰی گزرے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر نبیؑ کا یہ فرض منصب اور عہدہ قرار دیا کہ پیغمبر آخر زماں کے آنے کی بشارت اور دین کے مکمل ہونے کی خبر دیں۔ اور اللہ کے ہر نبی نے اپنے فرض پر عمل کیا۔

حضرت موسیٰ نے اپنی امت کو حضرت پیغمبر آخر زماں کی آمد کی بشارت دی اور حضرت موسیٰ کے اصحاب نے حضرت پیغمبر آخر زماں کی رسالت کا کلمہ پڑھا اور ان اصحاب کی جماعت میں ایک بڑے متمول اور دولتمند صحابی تھے اور ان کا نام تھا حزقیا اور انھوں نے اپنی تمام دولت حضرت پیغمبرؐ اسلام کے نام وقف کر دی اور حضرت موسیٰؑ سے داد تحسین حاصل کی۔ حضرت حزقیا صحابی نے حضرت موسیٰؑ سے پیغمبر آخر الزماںؐ کی ہجرت اور آمد کی جگہ کو معلوم کیا تو حضرت موسیٰؑ نے مدینہ رسولؐ یثرب کا نام بتایا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کی امت نے یثرب میں سکونت اختیار کرنا شروع کر دیا۔ اور حضرت حزقیاؒ نے خیبر کے قریب اور اطراف و جوانب کی حاصلخیز اور زرخیز اراضی کو خریدا اور اس میں وہ تاریخی باغ لگایا کہ جس کو آخری پیغمبرؐ کے صحابی نے غصب کیا۔

حضرت موسیٰؑ نے حضرت پیغمبر آخر الزماں کے تمام حالات اور واقعات بیان کیے ان کی وفا شعار ام الایمان اور ام المومنین بی بی خدیجہ کی وفا کاری اور ایثار و قربانی کا تذکرہ کیا۔ اللہ کے دین کی راہ میں ان کی دولت و ثروت کا خرچ ہو جانا بیان کیا ان کی بیٹی ام ابیہا فاطمہؑ زہرا کا تذکرہ اور ان کی اولاد میں امامت الٰہیہ کو بیان کیا تو حضرت حزقیاؑ

صحابی نے باغ فدک لگایا۔ کہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی دولت و ثروت کا یہ ایک چھوٹا سا فدیہ قرار پائے اور فدک کے اردو زبان میں معنی ”چھوٹا فدیہ“ ہوتے ہیں۔

ابن المنظورؒ ”اللسان“ میں کہتے ہیں کہ فدک خیبر کے علاقہ میں قرار پاتا ہے۔ اور حجاز میں بھی اسی باغ سے متعلق آراضی ہے۔

باغ فدک میں نہریں جاری تھیں اور خرموں کے درختوں سے بھرا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو یہ باغ عطا فرمایا تھا۔

اور حضرت علی نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا نے اپنی حیات مبارکہ میں وہ باغ حضرت فاطمہ زہراؑ کو ہبہ فرما دیا تھا۔

الفیومیؒ ”المصباح المنیر“ میں کہتے ہیں کہ فدک ایک شہر ہے جو مدینہ سے دو روز کی مسافت پر ہے اور خیبر سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اور یہ وہ باغ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا کیا ہے۔ فیومی کہتے ہیں کہ اس باغ کے بارے میں عمر کی خلافت کے زمانہ میں حضرت علی سے ان کے چچا عباس نے تنزاع کی تو حضرت علیؑ نے فرمایا: حضرت رسولؐ خدا نے اس باغ کو حضرت فاطمہ زہراؑ اور ان کی اولاد کو ہبہ کیا ہے۔

فخر الدین الطریحیؒ ”مجمع البحرین“ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ یہودیوں کی آبادی کا علاقہ ہے اور مدینہ نبیؐ سے دو روز کی مسافت کے فاصلہ پر قرار پائے ہے اور خیبر سے بہت نزدیک ہے اور یہ وہ باغ اور آراضی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو عطا کی ہے اس باغ کو حضرت رسولؐ خدا اور امیر المومنین علیؑ نے فتح کیا ہے اور لشکر اسلام کا ایک بھی سپاہی اس کے حصول میں شریک نہیں ہوا ہے۔ اور اس آراضی کو مال

غنیمت سے نہیں سمجھا گیا بلکہ اس کو انفال کا نام دیا گیا۔

جب آیت قرآنی کا نزول ہوا

”وآتِ ذالقربیٰ حقّہٗ“

یعنی ”فاطمہ زہراؑ کو باغ فدک دیدو اور یہ انہیں کا حق ہے“۔

حضرت رسولؐ خدا نے اسی وقت باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کے نام ہبہ کر دیا۔ اور اس باغ پر حضرت فاطمہ زہرا کا قبضہ تھا اور جب حضرت رسولؐ خدا کی رحلت ہوگئی تو حکومت نے اپنی طاقت اور دھینگا مشتی سے اس باغ کو حضرت فاطمہؑ زہرا سے چھین لیا۔

حضرت علیؑ نے اس کی حدود اس طرح بیان کی ہیں۔

ایک حد باغ فدک کی کوہ احد ہے۔ ایک حد مصر کی بلندی ہے ایک حد سیف البحر ہے اور ایک حد دومۃ الجندل یعنی وادی ہے۔

مورخ البلاذری : کہتے ہیں۔

۲۱۰ھ میں مامون عبداللہ بن ہارون رشید نے حکم دیا کہ باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کی اولاد کو واپس کر دیا جائے اور والی مدینہ قثم بن جعفر کو لکھا کہ فوراً میرے حکم پر عمل کیا جائے۔

”آگاہ ہو جاؤ کہ مسلمانوں کے حاکم کی ایک جگہ ہے اللہ کے دین سے اس کا ایک تعلق ہے اور رسولؐ خدا کی خلافت سے اس کا ارتباط ہے اور جس نے اپنی سنت کی بنیاد قرار دی ہے اس میں قرابت اولیٰ ہے اور بیشک حضرت رسول خدا نے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کو ہبہ کر دیا تھا اور ان کی ملکیت میں اس کو قرار دیا تھا اور یہ امر سب کو معلوم ہے ہر خاص و عام پر ظاہر ہے تاریخ میں مشہور و معروف ہے اور اس میں

کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے کہ وہ باغ فدک آلِ رسولؐ کا حق ہے
اب مسلمانوں کے حاکم نے یہ طے کیا ہے کہ باغ فدک کو حضرت فاطمہ زہرا
کے وارثوں کو دیدیا جائے۔ اور فوراً ان کے قبضہ اور تصرف میں دیکر اللہ
کا تقرب حاصل کرو۔ باغ فدک فاطمہ زہراؑ کی اولاد کو دیدیا جائے اور یہ
اللہ کی قربت اور تقرب کے حصول کا سبب ہوگا۔ ؎۱

شیخ شہاب الدین یاقوت الحمویؒ اپنی کتاب "معجم" البلدان میں
لکھتے ہیں!

فدک حجاز میں ایک قریہ ہے اور مدینہ سے دو یا تین روز کی مسافت
کی دوری پر ہے۔ ہجرت کے چھٹے سال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو بغیر
کسی جنگ اور لشکر کشی کے عطا فرمایا ہے۔ جب حضور نبی اکرمؐ نے
خیبر فتح کیا تو وہاں کے لوگوں نے درخواست کی کہ حضرت وہاں مزید قیام
فرمائیں اور حضرت تین روز فتح خیبر کے بعد ان کے یہاں مہمان رہے
اور اہل فدک نے باغ فدک حضور نبی اکرمؐ کو پیش کیا اور حضور اکرمؐ
نے اس کو قبول فرمایا۔ اور جس چیز کو لشکر کشی اور بغیر جنگ کے اللہ تعالیٰ
اپنے رسولؐ کو عطا فرمائے وہ حضرت رسول خداؐ کا حق ہے اور اس میں
مسلمانوں کا کچھ نہیں ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا کو وہ باغ حضور نبی کریمؐ نے ہبہ کر دیا تھا۔ ابوبکر
نے ہبہ نامہ پر گواہوں کا مطالبہ کیا۔ اور یہ ایک بہت ہی بڑا تاریخی
مقدمہ ہے۔

؎۱ فتوح البلدان ص ۴۶

محمد بن جریر طبری، لکھتے ہیں:۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت رسول خداؐ نے فتح خیبر کے بعد چند روز
وہاں قیام کیا۔ اہل فدک حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور انھوں نے باغ فدک حضرت رسول خداؐ کو پیش کیا خیبر کے اموال اور
آراضی بیت المال تھے اور فدک سے بیت المال کا کسی طرح کا تعلق نہیں
تھا کیونکہ اس کے حاصل کرنے میں مسلمانوں نے لشکر کشی نہیں کی اور
اپنی مردانگی اور شجاعت کے جوہر نہیں دکھائے تھے وہ باغ فدک خالص
طور پر حضور خدا کی ملکیت تھا۔ ؎۱

عزالدین ابوالحسن ابن اثیر اقرار کرتے ہیں کہ خیبر اور خیبر کی آراضیاں
بیت المال تھیں لیکن باغ فدک کا بیت المال سے کسی طرح کا تعلق نہیں
تھا۔ کیونکہ مسلمانوں نے فدک کے حاصل کرنے میں نہ جنگ کی اور نہ ہی
لشکر کشی بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ باغ بغیر کسی جنگ اور لڑائی کے اپنے رسول
کو عطا فرمایا تھا۔ ؎۲

ابن ابی الحدید حضرت علی کے مکتوب "۴۵" کی شرح میں بیان کرتے
ہیں ابوبکر نے کہا کہ مجھ سے ابوزید عمر بن شبہ نے بیان کیا کہ ان سے
حیان بن بشر نے بیان کیا۔ ان سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہ ابن ابی
زائدہ نے ہم سے کہا اور انھوں نے محمد بن اسحاق کی زبانی بیان کیا کہ زہری
نے کہا: خیبر اور اہل خیبر کا محاصرہ ہوگیا تو انھوں نے درخواست کی کہ انکے

؎۱ تاریخ طبری ج ۳، ص ۱۴ ۔

؎۲ الکامل اپنی تاریخ میں ج ۳، ص ۲۲۱ ۔

خون نہ بہائے جائیں اور ان ان کے حق میں آسانی فراہم کی جائے حضرت رسولؐ خدا نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا۔

اسی موقع پر اہل فدک حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باغ فدک حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں پیش کیا اور مسلمانوں کو باغ کے حصول میں جنگ کرنا نہیں پڑی۔

ابو بکر نے کہا کہ محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ جب حضرت رسولؐ خدا خیبر کی مہم سے فارغ ہو گئے تو اہل فدک حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باغ فدک حضور نبی کریمؐ کو پیش کیا اور رسول خداؐ نے ان کے ہدیہ کو قبول فرمایا اور فدک خالصتاً حضرت رسول خدا کیلئے تھا۔ کیونکہ فدک کے حاصل کرنے میں مسلمانوں نے لشکر کشی اور جنگ نہیں کی۱؎

عبدالفتاح عبدالمقصود کہتے ہیں:

حضرت رسولؐ خدا کی رحلت کے موقع پر آنحضرتؐ کی جیب خاص میں سات دینار تھے حضرتؐ نے حکم دیا کہ انھیں صدقہ میں دیدیا جائے حضرت رسولؐ خدا اپنی رحلت کے ہنگام سات دینار پر بھی توجہ فرماتے ہیں اور فدک کے بارے میں نہیں فرمایا کہ وہ بھی صدقہ ہے آپس میں بانٹ کھانا حضرت رسولؐ خدا کی رحلت کے موقع پر فدک حضرت زہرا کی ملکیت تھا اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ فدک حضرت زہرا (ع) کی ملکیت تھا۔

اس بارے میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہے۔ حضرت پیغمبرؐ

۱؎ شرح نہج البلاغہ ج ۱۶ ص ۲۱۰

نے وہ باغ حضرت زہراؑ کو ہبہ کر دیا تھا۔ باغ فدک کو جنگ احد کے روز مخیریق نفیری نے ہدیہ میں پیش کیا اور حضور اکرمؐ نے اس کو قبول فرمایا اس نے عرض کیا کہ یہ وہ ہبہ نامہ اور کاغذات ہیں کہ جو حضرت حزقیا صحابی حضرت موسیٰؑ نے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی وصیت فرمائی ہے حزقیا حضرت پیغمبر اسلامؐ کی آمد کا انتظار کرتے رہے اور جب زندگی کے آخری لمحات باقی رہ گئے تو انھوں نے وصیت کی کہ جب پیغمبر اسلامؐ کا ظہور ہو تو یہ کاغذات، ہبہ نامہ اور فدک کی آراضی سب کچھ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیے جائیں۔

حضرت موسیٰؑ کا صحابی باغ لگاتا ہے اور پیغمبر اسلام کا صحابی اس باغ کو غضب کرتا ہے۔

مخیریق یہودی نصیری نے کلمہ اسلام پڑھا جنگ احد میں شریک ہوئے اور زخم کاری کھایا اور اپنی قوم کو وصیت کی کہ اگر پیغمبر اسلامؐ کی نصرت کرو گے تو یہ نصرت حق ہوگی۔

حضرت رسولؐ خدا نے وہ باغ حضرت فاطمہ زہراؑ کو حضرت خدیجہ کی اس دولت و ثروت کے بدلے میں ہبہ کر دیا کہ جو انھوں نے اسلام پر خرچ کر دی تھی اور اصل میں اسلام پر وہ قرض تھا۔

جب فدک حضرت رسولؐ خدا کو مل گیا تو قرآن مجید کی یہ آیت حکم الٰہی لے کر آئی۔

"وما أفاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب ولكن الله يسلط رسله على من يشاء والله على كل شيء قدير"

اللہ تعالیٰ نے اپنی رسولؐ کو جو کچھ ایفاء کیلئے عطاء کیا ہے۔ یہ وہ ہے کہ جو خالصًا رسول خداؐ کا حق ہے۔ اور اس کے حصول میں مسلمانوں نے اپنی شجاعت کے جوہر نہیں دکھائے اور اس کی طرف انھوں نے لشکر کشی بھی نہیں کی اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے اپنے رسولؐ کو جو چاہے عطاء کردے۔ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

باغ فدک پر حضرت رسول خداؐ کا قبضہ تھا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی!

"وآتِ ذاالقربیٰ حقّہ"

حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ فدک کو حضرت فاطمہ زہراؑ کو دے دیا جائے۔ کیونکہ یہ ہبہ اس دولت و ثروت کے بدلے میں ہوگا کہ جو حضرت خدیجہ نے اسلام کی راہ میں خرچ کی ہے۔

باغ فدک پر حضرت رسول اکرمؐ کے زمانہ سے حضرت زہرا کا قبضہ اور تصرف تھا۔

ابو بکر نے خلیفہ بن جانے کے بعد سب سے پہلے اس باغ کو غصب کیا۔

اور حضرت فاطمہ زہراؑ کے ابو بکر کے خلاف چار مقدمے تھے۔

۱۔ باغ فدک حضرت رسولؐ خدا نے بغیر طلب کئے انھیں ہبہ کیا ہے اور حضورؐ کے زمانہ سے بدستور فدک ان کے قبضہ میں چلا آرہا ہے۔

۲۔ دوسرا مقدمہ میراث کا تھا۔

۳۔ ذوی القربیٰ کے لحاظ سے ایک مقدمہ تھا۔

۴۔ خمس پر حضرت فاطمہ زہراؑ کا حق ہے۔ حکومت نے خمس دینا

بھی بند کر دیا تھا۔ [۱]

باغ فدک پر حضرت رسولؐ خدا کے زمانہ سے فاطمہ زہرا کا قبضہ تھا۔ خلیفہ نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت رسولؐ خدا نے ان سے یہ کہدیا تھا کہ ہم انبیا راہِ الٰہی وارث ہوا نہیں کرتے اور وارث چھوڑا بھی نہیں کرتے اور ہر مال دنیا سے جو کچھ ہوتا ہے وہ ان کی امت کا مال ہوتا ہے۔

دنیا میں دو طرح سے عدالت اور قضاوت [۲] کی جاتی ہے۔ ایک طریقہ ہے کہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" اور دوسرا طریقہ ہے کہ "جس کی بھینس اس کی بھینس"۔

اسلام نے اپنی عدالت میں عصمت کی شان کی آمیزش کردی اور کہا کہ عدالت یعنی حق اور حق یعنی عدالت"!

اسلام کا حکم ہے کہ "قاضی" بنفس خود ذی طرف نہ ہو، یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ قاضی نہ ہوں بلکہ قاضی بے طرف ہو۔

دوسرا حکم عدالت کے ضمن میں یہ ہے کہ مدعی پر ثبوت فراہم کرنا واجب ہے اور مدعیٰ علیہ سے صرف قسم کا مطالبہ کیا جائے گا۔

۱۔ رسول اور آل رسول بیت المال سے کچھ نہیں لے سکتے۔ کیونکہ حکومت الٰہیہ کے صاحبان امر پر بیت المال سے اپنی ذات کیلئے کچھ لینا جائز نہیں ہے اور خلیفہ نے باغ فدک اور دوسرے سات باغات، اور جو کچھ آراضی تھی وہ سب غصب کر لئے تھے اور خمس پر بھی پابندی عائد کردی تھی پھر آل محمدؐ کیلئے زندگی بسر کرنے کیلئے کیا باقی رہ گیا تھا۔

۲۔ عربی میں قضاوت استعمال نہیں ہوتا ہے، قضاوت اردو میں استعمال ہوتا ہے۔ مترجم

باغ فدک کو ابو بکر نے غصب کیا ہے اور اپنے دعوے میں رسول کی حدیث پیش کی ہے یعنی خلیفہ مدعی ہے کہ باغ فدک رسول کے حکم کے مطابق حکومت کا مال ہے۔

تو اب اسلام کے قانون کے مطابق خلیفہ کو ثابت کرنا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کی حدیث سچی حدیث ہے اور اسی کو گواہ پیش کرنا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ان کے سامنے فلاں روز اور فلاں جگہ یہ ارشاد فرمایا ہے۔ ادھر حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص کسی جھوٹی حدیث کو مجھ سے منسوب کرتا ہے تو وہ دوزخی ہے۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ جو بات میری طرف منسوب کی جائے اس کو قرآن کے سامنے پیش کرو۔ اگر قرآن سے اس کی تصدیق ہو جائے تو وہ بیشک میری حدیث ہے اور اگر وہ قرآن کے حکم کے مخالف ہے تو اس کو مسترد کر دو اور اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

حضور اکرمؐ کی اس حدیث کے متعدد گواہ ہیں اور شیعہ اور سُنّی دونوں فرقوں کے لوگ اور علما اس حدیث کو صحیح اور متواتر مانتے ہیں۔

اور اسلام نے حکم دیا کہ مدعی یا مدعیٰ علیہ قاضی نہیں بن سکتے۔ بلکہ اسلامی قاضی وہ ہوگا کہ جس کو دونوں فریق قبول کرتے ہوں۔

ا اسلام کا حکم ہے کہ صاحب ید یعنی جس کا قبضہ ہے اس کو گواہ پیش کرنے کی حاجت نہیں ہے بلکہ قبضہ حجت اور امارت ہے۔

باغ فدک کے معاملے میں خلیفہ مدعی ہے اور حضرت زہراؑ مدعیٰ علیہ ہیں اور خلیفہ صاحب اقتدار ہے وہ جس کی لاٹھی اسی کے بھینس کے

قانون کا از قبل عادی ہے۔ مدعی کے لئے مسند قصار پر بیٹھنا حرام ہے۔ اور یہاں حلال و حرام کی کتاب ہی بند ہے اور دوسرا حکم وہ اسلامی عدالت کے خلاف صادر کرتا ہے اور مدعیٰ علیہا سے گواہ طلب کرتا ہے۔

پھر اسلامی عدالت کے پیش نگاہ بیّنہ یعنی ثبوت یعنی گواہ طریق ظنی ہیں اور قطع و یقین کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ قرآن کی گواہی پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا ہے۔ قرآن مجید کی آیت تطہیر گواہی دے رہی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا طاہرہ ہیں صدیقہ ہیں اور رسالت کا ٹکڑا ہیں جزء ہیں، حصہ ہیں۔ خلیفہ اس بات کو مانتا ہے کہ آیت تطہیر حضرت فاطمہ زہرا کی صداقت کی گواہی دے رہی ہے اور اس کے باوجود اس نے حضرت فاطمہ زہرا سے گواہ طلب کیے۔

اور حضرت فاطمہ نے اپنے گواہ پیش بھی کر دیئے تاکہ تاریخ کی عدالت میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مقولے پر عمل کرنے والا حاکم محکوم ہو جائے۔

حضرت علیؑ نے گواہی دی، حسن اور حسینؑ نے گواہی دی، ام ایمن نے گواہی دی اور اسماء بنت عمیس نے گواہی دی۔ اسلام کا حکم ہے حاکم، قاضی اور مدعی نہیں ہو سکتا، اور یہاں خلیفہ نے تینوں عہدوں کو غصب کر رکھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے قانون کا پابند ہوں۔

حضرت فاطمہ نے اپنے گواہ پیش کیے تو خلیفہ نے کہا:

علی شوہر ہیں، حسنین فرزند ہیں ام ایمن اور اسماء دونوں عورت

ہیں. ان کے لئے ضروری تھا کہ چار عورتیں یا دو مرد گواہی دیں۔

ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق میں خلیفہ کی وکالت کی ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ زوجہ کے حق میں شوہر کی گواہی قبول کرنے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اور بچوں کی گواہی مقبول نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس دلیل اور سند نہیں ہوتی اور ان کے لئے جھوٹ بولنا گناہ نہیں ہے۔

ابن حجر کا نظریہ قرآن مجید کے برخلاف ہے۔

قرآن مجید کی گواہی ہے! اہل بیت سچے ہیں اگر کسی نے ان کی صداقت پر ذرا بھی شک کیا تو اس کے تمام اعمال ختم ہو جائیں گے اسلام اور ایمان بھی رخصت ہو جائیں گے۔

کیا حضرت علی کی صداقت، تقویٰ اور پرہیزگاری کے بارے میں شک کیا جا سکتا ہے؟ حضرت علی فرماتے ہیں: خدا کی قسم اگر ساتوں اقلیم اور جو کچھ آسمانوں کے درمیان ہیں ہے مجھکو دیا جائے کہ میں ایک چونٹی کے حق کو غصب کروں اور اس جو کے دانہ کو اس سے چھین لوں کہ جو وہ لے جارہی ہے اور میں اس طرح اللہ کی معصیت کا مرتکب ہو جاؤں تو میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ یہ تمہاری دنیا میری نظر میں ٹڈھی کے دہن کے اندر موجود پتی سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

حسنینؑ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ کمسن تھے؛

حضرت رسول خداؐ نے اپنے دونوں نواسوں کی بیعت قبول فرمائی ہے۔ اور بیعت کیلئے بالغ ہونا ضروری شرط ہے۔

یہ شہزادے اپنے گھوارے ہی میں لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔

بیعت کے لئے ضروری ہے کہ بیعت کرنے والا بالغ ہو لیکن گواہ کے لئے بالغ ہونا ضروری نہیں ہے۔

حضرت پیغمبر اکرم نے میدان مباہلہ میں حسنین کو توحید الہٰی پر گواہ بنایا تھا اور نصاریٰ نجران نے اعتراض نہیں کیا کہ شاہزادے کمسن ہیں بلکہ شکست اور جزیہ دینا تسلیم کیا۔

اسلام کا حکم ہے کہ ہر مسلمان گواہی دے ہاں سچی گواہی دے بیٹا باپ کے حق میں اور باپ بیٹے کے حق میں گواہی دے مگر سچی گواہی دے۔ جھوٹی گواہی اللہ کے غضب کا سبب ہوگی اور سچی گواہی کو مسترد کر دینا اس کو جھٹلا دینا بھی اللہ کے غضب کا سبب ہوگا۔

محمد بن کعب سے ابن زبالہ نے روایت کی ہے کہ باغ فدک مخیریق یہودی کا مال تھا۔ وہ مسلمان ہوا، اس نے جنگ احد کے موقع پر اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ آنحضرتؐ کی مدد کرو گے تو یہ نصرت حق ہوگی۔ اس نے تلوار سنبھالی اور جنگ احد میں لشکر اسلام کا سپاہی بن کر میدان کارزار میں شریک رہا اور زخم کاری کھایا اپنی رحلت کے وقت اس نے وصیت کی کہ میرے تمام اموال حضرت رسول خدا کے ہیں وہی ان کے مالک ہیں۔ فدک کے علاوہ بھی حضرت فاطمہ زہرا کے یہ سات باغ اور تھے اور حکومت نے انھیں بھی غصب کر لیا۔

ان باغات کے یہ نام ہیں؛

۱۔ الذلال ____ ۲۔ برقہ ____

۳۔ صیحا تیہ ____ ۴۔ مثیب ____

۵۔ مشربہ ام ابراہیم ——— ۶۔ الاعواف ———

۷۔ حسنیٰ ———

یہ باغات بھی حضرت رسولؐ خدا نے اپنی نور نظر جزءِ رسالت حضرت فاطمہ زہرا کے نام ہبہ کئے تھے۔

یہ مال غنیمت کیا ہے ؟

قرآن کا نص ہے۔

"واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للّٰہ خمسہ و للرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل"

"اچھی طرح جان لو کہ مال غنیمت میں تم جو چیز بھی حاصل کرو اس میں اللہ کا حصہ ہے اللہ کے رسول کا حصہ ہے اور رسول کے ذوی القربیٰ کا حصہ ہے یتیموں کا حصہ ہے فقیروں کا حصہ ہے اور مسافروں کا حصہ ہے"۔

گویا مال غنیمت میں ہر ایک کا حصہ ہے رسول خدا کا حصہ ہے۔ رسول کے عزیزوں کا حصہ ہے یتیموں کا حصہ ہے۔ فقیروں کا حصہ ہے مسافروں کا حصہ ہے۔

"یہ نص قرآن ہے اور اللہ کی معین کردہ حدود ہیں اور اگر کسی نے ان حدود کو توڑا تو وہ سیدھا دوزخ رسید ہوگا"۔

خلیفہ نے فدک بھی غصب کیا اور خیبر کا خمس بھی ضبط کر لیا اور خیبر کی جاگیریں اور آراضی بھی غصب کر لیں۔

علامہ زمخشری آیت خمس کی تفسیر میں اپنی کشاف میں بیان کرتے ہیں!

وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا کہ حضرت رسولؐ خدا خمس کی تقسیم میں چھ حصے کیا کرتے تھے۔

اللہ اور رسول اللہ کے دو حصے۔ قرابتداروں کا ایک حصہ۔ سادات اور فقرا اور مسافروں کے حصے حضرت رسولؐ خدا اسی طرح خمس کی تقسیم کیا کرتے تھے، ابوبکر نے دو حصے کئے اور وہ خود اللہ اور اس کے رسولؐ کے حصول کے مالک بن گئے۔

اور حضرت فاطمہ زہرا اور بنی ہاشم کو خمس سے محروم کر دیا۔

حضرت فاطمہ زہرا نے خمس کا مطالبہ کیا اور آیت ذوی القربیٰ سے آپ نے اپنے حق کو ثابت کیا۔

ابوبکر نے جواب دیا کہ میں اس آیت کو پڑھتا ہوں لیکن اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ خمس آپ کو دیا جائے۔

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا! پھر یہ آیت تیرے اور تیرے عزیزوں کے حق کو ثابت کرتی ہے۔ ابوبکر نے کہا! میں خمس کو مسلمانوں اور لشکر اسلام پر خرچ کروں گا۔

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں ہے اور تو خدا کے حکم کی مخالفت کر رہا ہے۔

ابوبکر نے کہا کہ اب تو خدا کا حکم بھی یہی ہے اور خدا کا وہی حکم ہوگا کہ جو میرا حکم ہوگا اور اب مسلمانوں نے مجھ کو بنا دیا ہے "حاکم"

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا اے ابوبکر اگر تو آج مر جائے تو تیری میراث کون پائے گا؟

ابوبکر نے کہا میرے بیٹے اور اہل و عیال۔

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا! پھر تو رسولؐ خدا کے وارثوں اور اہل بیت کو محروم کر کے خود کس طرح وارث بن بیٹھا جبکہ رسول خدا نہ وارث بناتے ہیں اور نہ بنتے ہیں۔ وارث

اے قحافہ کے بیٹے تو اپنے باپ کی میراث پائے اور میں اپنے بابا جان کی میراث سے محروم رہوں۔ کیا یہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ تیری بیٹی تو تیری وارث بن جائے اور میں اپنے بابا جان کی میراث سے محروم قرار پاؤں۔

اللہ کی کتاب میں ہے!

سلیمان پیغمبر نے اپنے والد جناب داؤد پیغمبر کا ترکہ اپنی میراث میں پایا۔

اور حضرت زکریا نے دعا کی پروردگار اپنی طرف سے مجھ کو ولی اور وارث عطا فرما دے کہ جو میرا وارث بن جائے اور آل یعقوب کا بھی وہ وارث ہو جائے۔

اور اللہ اپنی کتاب میں وصیت کرتا ہے کہ ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کی برابر حصہ ملے گا۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں!

میں نے علی بن فارقی سے دریافت کیا!

کیا حضرت فاطمہ زہرا اپنے دعوے میں سچی تھیں؟

علی بن فارقی نے جواب دیا! وہ بیشک سچی اور برحق تھیں۔ میں نے دریافت کیا کہ پھر ابو بکر نے انھیں ان کا فدک کیوں نہیں دیا؟

تو انھوں نے مسکرا کر جواب دیا!

ابو بکر اگر ان کے دعوے پر انھیں فدک دیدیتا تو وہ کل پھر آتیں اور اب اپنے شوہر کیلئے خلافت کا مطالبہ کرتیں اور ابو بکر کو خلافت سے ہاتھ دھونا پڑ جاتا ہے۔ ابو بکر کو یقین تھا کہ فاطمہ سچی ہیں لیکن مسئلہ تھا خلافت کا اور خلافت چلانے کیلئے روپیہ پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور باغ فدک کی اس وقت ستر ہزار دینار سالانہ آمدنی تھی۔

مسند احمد حنبل میں صلہ رحم کے مسئلہ کے ضمن میں کتاب اخلاق میں ابی سعید خدری سے نقل کیا ہے۔ کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

"وآت ذا القربیٰ حقہ"

ذوی القربیٰ کے حق کو ادا کر دو۔

تو آنحضرتؐ نے اسی وقت باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کے نام ہبہ کر دیا اور انھیں کے قبضہ اور تصرف میں قرار دیدیا تھا۔

تفسیر در المنثور سیوطی میں ہے!

وآت ذا القربیٰ کے نزول کے بعد رسولؐ نے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کو ہبہ کر دیا تھا۔

صواعق محرقہ کے دوسرے باب میں ہے ابو بکر نے باغ فدک کو حضرت فاطمہ زہرا کے قبضہ سے غصب کیا تھا۔ اور ابو بکر نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ رسول خداؐ کی چھوڑی ہوئی چیزوں میں ذرا بھی تبدیلی کریں۔

حضرت فاطمہ! نے ام ایمن کو گواہی میں پیش کیا۔

ام ایمن نے ابو بکر و عمر سے دریافت کیا۔ تمہارے نظریات میرے بارے میں کیا ہیں؟

دونوں نے اعلان اور اقرار کیا کہ آپ بہشتی خاتون ہیں۔

ام ایمن نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ نے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کو ہبہ کیا ہے۔

ازواج نبی نے جب سنا کہ خلیفہ نے حضرت فاطمہ زہرا کو میراث رسول سے محروم کردیا ہے تو انھوں نے اپنے مکانات کے واسطہ درخواست دی اور ابوبکر نے ان سے گواہ طلب نہیں کیے اور انہیں مکانات دیدیئے گئے اور خلیفہ نے ازواج رسول سے گواہ طلب نہیں کئے۔

اور حضرت فاطمہ زہرا کے دعوے کو مسترد کردیا۔ ازواج رسولؐ کو میراث رسول دیدی گئی اور رسول زادی کی میراث کو غصب کرلیا گیا۔

جب رسول خدا کو میراث اور وارث چھوڑنے کا حق ہی نہیں ہے تو پھر ازواج رسول کو بھی گھروں سے بے دخل کرو۔

شیخین یعنی ابوبکر اور عمر حضرت رسولؐ خدا کے مزار میں دفن ہیں۔

حضرت رسول خدا کو حضرت علی نے ان کی اپنی زمین میں دفن کیا ہے اور ابوبکر کو عمر نے حضرت رسولؐ خدا کے مزار میں دفن کیا اور زمین کی قیمت آج تک نہیں ادا کی گئی۔

عمر کو عثمان نے حضرت رسولؐ خدا کے مزار میں دفن کیا اور زمین کی قیمت آج تک ادا نہیں کی گئی اور ان کی قبر کی زمین بھی غصبی ہے جو لوگ خدا کو مانتے اور غصب کے احکام کو جانتے ہیں ان کے واسطہ یہ مسئلہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔

آپؐ کے خلاف

ایک اعرابی کا مقدمہ

حضرت رسولؐ خدا کے خلاف ایک اعرابی نے مقدمہ دائر کیا ہے کہ اونٹ میرا ہے۔

اس نے حضرت رسولؐ خدا سے اونٹ کی قیمت وصول کرلی تھی۔

حضرت پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: میں اس اونٹ کی تجھ کو قیمت ادا کرچکا ہوں۔

اعرابی نے کہا کہ آپ کا گواہ کوئی ہے؟

خزیمہ بن ثابت نے کہا: ہاں میں رسولؐ اللہ کا گواہ ہوں۔

حضرت رسولؐ خدا نے دریافت فرمایا!

خزیمہ تمہیں کہاں سے معلوم کہ میں نے اونٹ کی قیمت ادا کردی ہے۔

خزیمہ نے عرض کیا: مجھکو یہاں سے معلوم ہوا کہ میرا ایمان اور ایقان ہے کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں اور صادق ہیں سچے ہیں امین ہیں۔

حضرت رسول خدا نے فرمایا: خدا تمہیں جزا دے اور اس گواہی کے بعد خزیمہ ذوالشہادتین یعنی دو گواہوں کی حیثیت کے مالک ہوگئے۔

اسی طرح حضرت فاطمہ کے بارے میں بھی قرآن کی گواہی قبول کی جاتی اور آیت تطہیر پر اپنا ایمان ثابت کرتے ۔

حضرت رسول خدا کی تلوار۔ بغلہ دلدل، مرتجز۔ ذوالجناح، عمامہ عبا، اور قبا۔ اور دوسرے تبرکات کے حضرت علی وارث تھے اور ابوبکر نے حضرت علی سے گواہ طلب نہیں کئے اور میراث دیدی اور یہاں وہ حدیث لاوارث نہیں سنائی، قرآن مجید کی یہ آیت ۔

"افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ

یہ آیت حضرت رسول خدا اور علی کی شان میں ہے ۔

رسول خدا بینۃ پر ہیں اور علی ان کے گواہ ہیں ۔

حضرت رسول خدا نے حسن وحسین وعلی اور فاطمہ کو کساء یمانی میں جمع کیا اور دعا کی ۔

"الھم ھولاء اھل بیتی وخاصتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا"

اور آیت تطہیر کا نزول ہوا

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"

حضرت ام سلمیٰ رض نے عرض کیا اے خدا کے رسول میں بھی ان کے ہمراہ ہوں ؟

حضرت رسول نے فرمایا؛ تبقی مکانک انک الی خیر" بس اپنی ہی جگہ ٹھہر جاؤ بیشک تم خیر کی طرف ہو۔

ء حاشیہ اگلے صفحے پر

جابر ابن عبداللہ انصاری نے ابوبکر سے کہا: رسول اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب بحرین سے مال آئے گا تو حضرت مجھکو پانچسو دینار عطا فرمائیں گے ۔

ابوبکر نے جابر کی بات کو قبول کرلیا اور ڈیڑھ ہزار دینار دیدئے اور ابوبکر نے جابر سے گواہ طلب نہیں کئے ۔

خلیفہ نے جابر کی بات کو قبول کیا اور رسالت کے ٹکڑے کی بات کو مسترد کردیا بلکہ ان کی میراث اور جائداد کو بھی غصب کرلیا۔

سیرہ حلبی میں بیان ہوا ؛

حضرت فاطمہ نے فدک کا مطالبہ کیا تو ابوبکر دہاڑے مار کر رونے لگے اور حکم لکھا کہ فدک واپس کردیا جائے کہ اسی وقت عمر آگئے اور انھوں نے کہا کہ اے ابوبکر اگر تم فدک واپس کردوگے تو پھر مسلمانوں کو کیسے اپنا ہمنوا بناؤ گے۔ حکومت چلانے کیلئے فدک کی ضرورت ہے۔ عمر نے ابوبکر کے لکھے ہوئے حکم کو پھاڑ ڈالا۔

اب سوال یہ ہے کہ جب رسول خدا کا حکم یہی تھا کہ وارث نہ چھوڑیں تو پھر فدک کی واپسی کا حکم کیوں لکھا۔ اور عمر کا یہ کہنا کہ مسلمانوں کو کیا

ء۱ صحیح مسلم ج ۷/ ۱۳۰۔ ترمذی ۱۳/ ۲۰۰۔ مستدرک ۳/ ۱۸۵ الجمع بین الصحیحین حمیدی۔ خصائص سیوطی ۲/ ۶۴۔ مسند احمد ۶/ ۲۹۲ فصول مہمہ ص ۹۔ ذخائر عقبی ص ۲۲ الریاض النضرہ ۲/ ۱۸۸ الصواعق محرقہ ۵ نور الابصار ۱۰۱۔ ابن عساکر ۴/ ۲۰۵۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ اور اسعاف ۹۷۔

دو گے؟! اس کے گھرے معنیٰ ہیں ؛

حدیث لاوارث سے عمر باخبر نہیں تھے۔

منتخب کنز العمال میں بیان ہوا ہے ؛

حضرت علی اور حضرت عباس سے عمر نے کہا : مجھ سے ابو بکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت رسول خدا نے اس سے فرمایا تھا کہ انبیا ، وارث نہیں ہوتے اور وارث نہیں چھوڑتے۔

اور قرآن میں انبیا ر کی میراث کے بارے میں آیتیں ہیں اور رسولؐ نے اللہ کی کتاب کی مخالفت ہرگز نہیں کی ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ ابو بکر قرآن سے آشنا نہیں تھے ورنہ وہ میراث انبیا ر کی آیتوں سے ضرور آگاہ اور آشنا ہوتے اور وہ سفید جھوٹ کے مرتکب ہونے سے بچ جاتے۔

حضرت فاطمہ زہرا ابو بکر اور عمر سے آخر وقت تک ناراض اور غضبناک تھیں۔

مسند احمد میں بیان ہوا کہ حضرت فاطمہ زہرا ابو بکر اور عمر سے غضبناک اور رنجیدہ خاطر تھیں اور انھوں نے وصیت کی کہ شیخین یعنی ابو بکر اور عمر ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوں۔

شیخین نے حضرت فاطمہ زہرا کو راضی کرنے کی کوشش بھی کی مگر حضرت زہرا نے انھیں معاف نہیں کیا اور اللہ کو گواہ قرار دیکر دعا کی۔ پروردگار میں ان دونوں سے غضبناک رنجیدہ اور ناراض ہوں۔

حضرت علی وفاطمہ اور عباس ہمیشہ لاوارث حدیث کی تکذیب کیا کرتے تھے۔

ابو جعفر یحییٰ بن محمد بصری ؛

کہتے ہیں ؛ کہ حضرت علی وفاطمہ اور عباس کہا کرتے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ نبی نے وہ حکم کہ جو ہم سے متعلق ہے اس کو ہم سے بیان نہیں کیا اور ہمارے غیر کو بتا دیا کہ تم میرے خلیفہ بن کر میری میراث لے لینا۔ مترجم

فدک کا ہبہ نامہ

حافظ عبد الرحمٰن جلال الدین السیوطی ؛ بیان کرتے ہیں ؛

بزّاز سے ابو یعلی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری کی زبانی بیان کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ؛۔

وآتِ ذَا القُربیٰ حَقَّہ" ۱؎

اپنے ذوی القربیٰ کے حق کو ادا کردو"

حضرت رسول خدا نے حضرت فاطمہ زہرا کو بلایا اور باغ فدک انھیں عطا کیا اور ہبہ کر دیا۔

ابن مردویہ نے ابن عباس کی زبانی بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

، کہ ذوی القربیٰ کو ان کا حق ادا کردو" تو حضرت رسول خدا نے باغ

۱؎ اسراء-۲۸

فدک انھیں دیدیا اور ہبہ کر دیا۔ع۱

"ابن حجر فی الشبھۃ السابعہ من سبہ الرافضہ" لکھتے ہیں : حضرت فاطمہ زہرا نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے باغ فدک انھیں ہبہ کیا ہے لیکن وہ اپنے دعوے کے اثبات میں حضرت علی وام ایمن کے سوائے اور کوئی گواہ پیش نہ کر سکیں اور گواہوں کا نصاب پورا نہیں تھا اس لئے دعویٰ منسوخ کر دیا گیا۔ع۲

فخر الدین الرازی اپنی تفسیر کبیر میں سورہ حشر کی چھٹی آیت کی تفسیر میں !

وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء و اللہ علی کل شیئ قدید"

کہتے ہیں مبرد نے کہا؛ فاء یفیٔ سے ہے ؛

یعنی ادا کرو۔ اے رسولؐ اسلامی حکومت پر فاطمہ زہراء کی والدہ ام المومنین خدیجہ کا قرض ہے اور اب اللہ نے اس قرض کی ادائگی کی سبیل فراہم کر دی ہے باغ فدک اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں مسلمانوں کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے حصول میں انھیں لشکر کشی کر کے

ع۱ الدر المنشور ج ۵ ص ۲۷۳

ع۲ الصواعق المحرقہ ص ۲۱۔ بھلا پتھر کہیں انسان ہو سکتا ہے بکری کا بچہ بکرا ہی ہو سکتا ہے۔ پتھر کا بھی یہی حال ہے۔ مدینہ رسول میں جب عمر اپنا درہ لئے پھرتے ہوں کہ اگر کوئی گواہی دینے گیا تو اس کی جان و مال ختم ہیں۔ مترجم

میدان جنگ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھانے کا موقع ہی نہیں دیا یہ ہمارا اہتمام اور انتظام تھا کہ باغ فدک ہماری آخری حجت کے لئے لگایا جائے اور انھیں وہ پیش کیا جائے۔ اب اس باغ کو ذوی القربیٰ کو دیکر حق ادا کر دیجئے۔

ازہری کہتے ہیں : "مال غنیمت میں وہ چیزیں آتی ہیں کہ دین کے دشمنوں اور مخالفوں سے میدان جنگ میں فتح کے بعد حاصل ہوں اور یا شکست کے بعد وہ بطور جزیہ جو رقم ادا کریں وہ بھی مال غنیمت ہے"۔

علاّمہ رازی کہتے ہیں : مفسرین نے یہاں دو وجہیں بیان کی ہیں۔

ایک یہ کہ آیت مذکورہ بنی نضیر کے قریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے بلکہ وہ فدک کے بارے میں ہے کیونکہ اہل قریہ نے باغ فدک حضرت رسولؐ خدا کو ہدیہ میں دیدیا تھا اور بغیر کسی طرح کی جنگ اور لشکر کشی کئے باغ فدک حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ اور باغ فدک پر حضرت رسولؐ خدا کا قبضہ ہو گیا۔

اور جب رسولؐ خدا کی رحلت ہو گئی تو حضرت فاطمہ زہرا نے دعویٰ کیا کہ باغ فدک کو حضرت رسول خدا نے انھیں ہبہ کیا ہے تو ابوبکر نے کہا :

آپ تمام لوگوں کی نسبت عزیز ہیں اور ان سب سے بڑھ کر مجھ کو آپ ہی محبوب ہیں، لیکن اس بارے میں میں تمہارے دعوے کو سچا نہیں جانتا اور میں تمہارے لئے باغ فدک روا نہیں سمجھتا۔ ہاں تم گواہ پیش کرو۔

حضرت فاطمہ کے حق میں حضرت رسول خدا کی کنیز ام ایمن نے گواہی دی۔

ابوبکر نے کہا وہ گواہ پیش کرو کہ جس کی شریعت میں گواہی مقبول ہو۔ [۱]

حافظ ابوالقاسم حسکانی : ابوسعید خدری کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

"ذوی القربیٰ کا حق ادا کرو"

تو حضرت رسول خدا نے فاطمہ زہرا کو طلب کیا اور باغ فدک انہیں عطا کر دیا اور بعد میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس باغ کو تمہارے واسطے اور تمہاری اولاد کے لئے تم سے مخصوص کیا ہے [۲]

ابوسعید کہتے ہیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی؛

"ذوی القربیٰ کا حق ادا کرو"

تو حضرت رسول خدا نے فرمایا!

"اے فاطمہ باغ فدک تمہارے لئے ہے" [۳]

فدک کے ہبہ نامہ کے بارے میں علماء کا نظریہ

علامہ شہرستانی کہتے ہیں؛

۱؎ تفسیر کبیر ج ۲۹ ص ۲۸۴

۲؎ شواہد التنزیل ج ۱ ص ۳۴۰

۳؎ منتخب کنز العمال مطبوعہ ہامش مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۸

چھٹا اختلاف باغ فدک اور حضرت رسولؐ خدا کی میراث کے بارے میں ہے اور حضرت فاطمہ زہرا نے ایک فدک پر دعویٰ کیا ہے اور دوسرا ان کا دعویٰ یہ تھا کہ ان کی میراث انہیں دی جائے اور تیسرا دعویٰ یہ کہ ان کی جاگیر اور اراضی بحال کی جائے۔

کیونکہ ابوبکر نے ایک روایت کے ذریعہ حضرت فاطمہ زہرا کو ہر چیز سے محروم کر دیا تھا۔ اور کہہ دیا تھا۔

"ہم گروہ انبیاء نہ وارث بنتے ہیں اور نہ وارث چھوڑتے ہیں اور مال دنیا سے جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے" [۱]

عبدالفتاح عبدالمقصود کہتے ہیں؛

تحقیق اور حق یہی ہے کہ باغ فدک حضرت رسولؐ خدا کی خاص ملکیت تھا۔ اگر وہ باغ فدک حضرت رسولؐ خدا کی ملکیت میں حضور کی وفات کے بعد بھی رہتا تو بھی جائز تھا کہ ان کی اولاد کو میراث میں جائے۔ اور یہ بھی حق ہے کہ رسول خدا نے اپنی حیات میں اپنی بیٹی کے نام ہبہ کر دیا تھا۔

اگر وہ رسولؐ کی میراث سے محروم کر دی جائیں تو کہاں رہیں گی

۱؎ اگر رسول وارث نہیں ہوتے تو پھر حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی زمین وجائداد، مکان و اونٹ اور کنیز ام ایمن کے مالک کیوں ہوئے اور پھر رسولؐ نے شادیاں کیوں کیں شادی کا مقصد اولاد پیدا کرنا ہوتا اور اولاد میراث پاتی ہے۔ اور رسولؐ کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں وہ رسول کی رحلت کے بعد دوسری شادی نہیں کر سکتیں۔

اور کیا کھائیں گی۔ رسول کی دو بی بیاں تو دو خلیفوں کی بیٹیاں ہیں۔ ان
کی گزر بسر تو ہو جائے گی۔ ان کے علاوہ رسولؐ کی دس بی بیاں اور بھی ہیں
وہ کہاں جائیں گی اور کیا کھائیں گی؟ خلیفہ نے کہا کہ رسول جو کچھ چھوڑتے ہیں
وہ امت کیلئے صدقہ ہوتا ہے! اس کا مطلب خلیفہ بتائے یا اس
کے بنانے والے بتائیں۔ فاطمہ اپنے بابا جان کی تنہا اور واحد وارث
ہیں۔

عبدالفتاح عبدالمقصود لکھتے ہیں:

بیشک باغ فدک اور اس کی آراضی اور زمین حضرت فاطمہ زہراؑ
کے نام ہبہ تھی اور میراث میں بھی اس پر فاطمہ زہرا ہی کا حق تھا کیونکہ
وہ اپنے بابا جان کی تنہا وارث تھیں اور اس معاملہ میں کسی طرح کا شک
نہیں کیا جا سکتا۔[2]

ابن ابی الحدید قاضی القضات عبدالجبار کا قول بیان کرتے ہیں۔

"ہم حضرت فاطمہ زہرا کے دعوے کی صداقت اور حقانیت کا انکار
نہیں کر سکتے۔ فدک بیشک فاطمہ زہرا کا حق ہے۔

اگر اس باغ پر حضرت فاطمہ زہرا کا قبضہ تھا اس کا مطلب بھی یہی
ہے کہ وہ فدک ان کا تھا اور اگر حضرت رسول خدا کے ترکہ میں رہو
تب بھی حضرت رسولؐ خدا کی فاطمہ زہرا تنہا اور اکیلی وارث ہیں۔[3]

۱۔ الملل والنحل ج ۱ ص ۲۳

۲۔ مقدمہ "فدک" علامہ قزوینی ص ۷۔۸

۳۔ شرح نہج البلاغہ ج ۱۶ ص ۲۶۸ و ۲۶۹

یہ بھی انھیں کا بیان ہے۔ تیسری فصل اس بارے میں ہے
کہ فدک کو حضرت رسولؐ خدا نے اپنی بیٹی کو ہبہ کر دیا تھا اور ہبہ
نامہ کیا صحیح ہے؟

اس کے بعد کتاب "سقیفہ اور فدک" سے عبدالعزیز الجوہری کی
متعدد احادیث بیان کرتے ہیں کہ جن سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے
کہ باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کے نام ہبہ تھا۔[1]

یاقوت بیان کرتے ہیں:

باغ فدک میں چشمہ والا فوارہ تھا۔ اور کھجوروں کے بے شمار درخت
تھے اور حضرت فاطمہ زہرا نے اس کے بارے میں دعویٰ کیا ہے کہ حضرت
رسول خدا نے باغ فدک ان کے نام ہبہ کر دیا تھا۔[2]

مامون رشید نے والی مدینہ کو لکھا:

بیشک حضرت رسولؐ خدا نے باغ فدک حضرت فاطمہؑ کے نام
ہبہ کر دیا تھا اور یہ بس انھیں کا حق تھا اور یہ امر واضح و آشکار تھا
اور ہر مسلمان اس بات کو جانتا ہے اور اولاد رسولؐ خدا میں سے کسی
نے بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کیا ہے۔[3]

برہان الدین شافعی نے بیان کیا:

حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنی میراث کا مطالبہ کیا۔ اور باغ فدک

۱۔ شرح نہج البلاغہ ج ۱۶ ص ۲۶۸ ۔ ۲۶۹

۲۔ معجم البلدان مادہ فدک۔

۳۔ فتوح البلدان ص ۴۶۔

ان کے نام ہبہ تھا اور حضرت رسول خدا نے وہ باغ ان کے نام ہبہ کیا تھا اور خلیفہ نے کہا تھا تمہارے پاس اس کا ثبوت ہے۔

حضرت علی نے ان کی گواہی دی ام ایمن نے گواہی دی۔ تو ابوبکر نے کہا: ایک آدمی ہے اور ایک عورت ہے اور گواہی مکمل نہیں ہے۔ اس لئے دعویٰ خارج کیا جاتا ہے ؏۱

مسلمانوں نے چار یاروں کو خلیفہ بنایا اور مسلمانوں کے دو خلیفوں میں اختلاف ہے۔ پہلے خلیفہ نے کہا رسول کو توارث چھوڑنے کا حق تو نہیں ہے اور ہبہ نامہ پر گواہ طلب کئے اور حضرت فاطمہ زہرا نے ہبہ نامہ پر جو گواہ تھے انھیں پیش کر دیا تو خلیفہ نے ان کی گواہی کو مسترد کر دیا اور دوسرے گواہوں کا مطالبہ کیا۔ جن لوگوں کو حضرت رسول خدا نے ہبہ نامہ پر گواہ بنایا تھا۔ انہیں کو تو پیش کیا جائے گا۔ پھر سلمان اور ابوذر کو کس طرح گواہ بنایا جاتے

اب دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر گواہی کا نصاب مکمل نہیں تھا تو پھر رسول خدا نے کیوں مزید دوسرے گواہ نہیں بنائے اور رسول خدا کو اپنی شریعت میں گواہی کا نصاب کیا ہے اچھی طرح معلوم ہے۔

خلیفہ نے یہی مطالبہ کیا تھا کہ ان لوگوں کو گواہی میں پیش کرو کہ جن کے سامنے باغ فدک رسول خدا نے تمہارے نام ہبہ کیا تھا۔

حضرت فاطمہ زہرا نے ہبہ نامہ کے گواہوں کو پیش کر دیا تو خلیفہ نے کہا کہ یہ ایک مرد اور ایک عورت ہیں۔

؏۱ سیرۃ حلبیہ ج ۳ ص ۳۶۲۔

یہ اعتراض حضرت رسول خدا پر جاتا ہے کہ انھوں نے ایک مرد اور ایک عورت کو گواہ کیوں قرار دیا؟

اور مسلمانوں نے کہا کہ سیدہ سچ کہتی ہیں اور علی ان کے آخری میں وہ بھی سچ ہیں۔ غاصب جھوٹا ہوا کرتا ہے۔

پھر پہلے خلیفہ نے کچھ کام کئے دوسرے خلیفہ نے انھیں منسوخ کر دیا اور جو کام دوسرے خلیفہ نے جاری کئے۔ تیسرے خلیفہ نے انھیں منسوخ کر دیا اور تین خلیفوں نے جو کام کئے چوتھے خلیفہ نے انھیں منسوخ کر دیا۔ اور اس عرصہ میں مسلمان پہلے کی بات کو بھولتے رہے اور آخری کی بات کو مانتے رہے۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں، مرتضیٰ نے جو کچھ فدک کے بارے میں بیان کیا ہے اس سے حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ اور حقانیت عیاں ہے۔

باغ فدک حضرت رسول خدا نے اپنی بیٹی کے نام ہبہ کیا تھا؏۱

عبدالرحمٰن بن احمد ایجی کہتے ہیں:

حضرت فاطمہ زہرا نے دربار خلافت میں باغ فدک کے بارے میں اپنا دعویٰ کیا کہ وہ باغ کی مالکہ ہیں اور بابا جان نے میرے نام ہبہ کیا ہے۔ خلیفہ نے ان سے دعویٰ پر گواہ طلب کئے تو حضرت علی و حسن و حسین اور ام کلثوم نے گواہی دی کہ ہمارے سامنے اور ہماری موجودگی میں حضرت رسول خدا نے فاطمہ کے نام باغ فدک کو ہبہ

؏۱ شرح نہج البلاغہ ج ۱۶ ص ۲۸۶

کیا ہے۔
ابوبکر نے ان کی گواہی کو مسترد کر دیا اور ہمارے علمائے اہل سنت کہتے ہیں کہ حسن اور حسین دعوے میں شریک تھے اور علی اور ام کلثوم نصاب گواہی کو پورا نہیں کرتے اور خلیفہ نے گواہی اور قسم کو ملاحظہ نہیں کیا۔ ہم اہل سنت کے اکثر علماء اس بارے میں یہی بیان کرتے ہیں ۱؎

سید ابن طاووس کہتے ہیں:

محمد بن العباس بن علی بن مروان بن الجام اس آیت کریمہ کی تفسیر میں:

"وآت ذاالقربی حقہ"

بیان کرتے ہیں کہ اس بارے میں بیس طریقوں سے حدیث فدک بیان کی گئی ہے اور یہاں ہم صرف ایک طریقہ سے بیان کرتے ہیں۔

"عطیہ العوفی" ابوسعید خدری کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ کہا:

جب یہ آیت نازل ہوئی:

"ذوی القربیٰ کا حق ادا کرو"

حضرت رسولؐ خدا نے حضرت فاطمہ زہراؑ کو طلب کیا اور باغ فدک انھیں عطا فرما دیا ۲؎

۱؎ "المواقف" ص ۴۰۲
۲؎ سعد السعود ص ۱۰۱-۱۰۲

علامہ اربلیؒ کہتے ہیں:

ابان بن تغلب حضرت ابا عبداللہ سے بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سے دریافت کیا:

کیا حضرت رسولؐ خدا نے باغ فدک فاطمہ زہراؑ کو عطا کیا تھا؟

حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا:

حضرت رسول خدا نے فدک حضرت فاطمہ زہرا کو وقف کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا:

"ذوی القربیٰ کا حق ادا کرو"

اور اس حکم کے بعد حضرت رسول خدا نے انھیں ان کا حق ادا کر دیا۔

میں نے عرض کیا: یا رسول خدا نے انھیں عطا کیا تھا؟ حضرت امام باقرؑ نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے باغ فدک انھیں عطا فرمایا تھا۔ اور ہر مسلمان حضرت رسول خدا کے "ذوی القربیٰ" کو اچھی طرح پہچانتا ہے، وہ ہیں علی و فاطمہ و حسن اور حسینؑ ۱؎

احمد بن علی طبرسی کہتے ہیں: حماد بن عثمان، حضرت ابوعبداللہ کی زبانی بیان کرتے ہیں۔

انھوں نے کہا جب ابوبکر کی بیعت ہوگئی اور وہ مسند خلافت پر بیٹھ گئے اور مہاجرین اور انصار نے ان کی حمایت کا اعلان کر دیا تو انھوں نے اپنا دستہ باغ فدک کی طرف بھیجا اور باغ سے

۱؎ کشف الغمہ ج ۱ ص ۴۷۶

حضرت فاطمہ زہرا کے کارندوں کو باہر نکال دیا۔ تو حضرت فاطمہ زہرا دربار خلافت میں تشریف لائیں اور ارشاد فرمایا :۔

میرے بابا جان کی میراث سے مجھکو تو کیوں محروم کرتا ہے؟ اور تیرے آدمیوں نے ہمارے کارندوں کو باغ سے باہر نکال دیا ہے جبکہ حضرت رسول اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے باغ فدک مجھکو ہبہ کیا ہے۔ ابو بکر نے کہا پھر اپنے دعوے پر گواہ پیش کرو حضرت فاطمہ نے ام ایمن کو گواہی میں پیش کیا۔ ام ایمن نے کہا : اے ابو بکر میں گواہی دینے سے پہلے تمہارے سامنے اپنی ایک دلیل پیش کرتی ہوں میں تم سے اللہ کو گواہ قرار دے کر یہ دریافت کرتی ہوں کہ حضرت رسول خدا نے یہ نہیں فرمایا تھا۔

" ام ایمن جنت میں جانے والی خاتون ہیں"؟

ابو بکر نے اقرار کیا : ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت رسول خدا نے تمہارے بارے میں ارشاد فرمایا ہے"۔

اس کے بعد ام ایمن نے کہا : میں اللہ کو گواہ قرار دے کر یہ کہتی ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم

" ذوی القربیٰ کو ان کا حق ادا کر دو" نازل ہوا۔ تو حضرت رسول خدا نے باغ فدک اللہ کے فرمان کی اطاعت میں فاطمہ زہرا کو عطا فرمادیا۔ اس کے بعد حضرت علی آئے اور انھوں نے بھی اسی طرح کی گواہی دی۔

اس کے بعد ابو بکر نے باغ فدک حضرت فاطمہ کو واپس لوٹا دینے کی تجویز لکھی کہ عمر آ گئے اور دریافت کیا کہ یہ کیا لکھا ہے؟

ابو بکر نے کہا :۔ فاطمہ کا دعویٰ ہے کہ فدک حضرت رسولؐ خدا نے انھیں عطا کیا ہے اور ام ایمن اور علی نے ان کی گواہی دی ہے اس لئے میں نے مجبور ہو کر یہ حکم لکھدیا۔

عمر نے وہ کاغذ حضرت فاطمہ زہرا کے ہاتھ سے جھپٹ کر چھین لیا اور اس کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ان ٹکڑوں کو نگل گئے۔ حضرت فاطمہ زہرا فریاد کرتی ہوئی دربار خلافت سے باہر آ گئیں۔ اور حضرت علی مسجد سے آئے اور ابو بکر کے چاروں طرف مہاجرین اور انصار کا جھرمٹ لگا تھا۔

حضرت علی نے فرمایا اے ابو بکر یہ فاطمہ زہرا کی میراث کیوں نہیں دیتا۔ ابو بکر نے کہا :۔

اس لئے کہ باغ فدک مسلمانوں کیلئے بیت المال ہے اور اگر فاطمہ زہرا اپنے گواہ پیش کر دیں کہ رسول اللہ نے یہ باغ فدک انھیں عطا فرمایا ہے تو میں باغ فدک انھیں واپس لوٹا دوں گا۔ ورنہ تو پھر انھیں کچھ نہیں دیا جائے گا۔

حضرت امیر المومنین نے فرمایا :

اے ابو بکر مسلمانوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے کیا اس کی مخالفت کرو گے؟

ابو بکر نے کہا : نہیں۔

حضرت علی نے فرمایا : اگر کوئی چیز مسلمانوں کے اختیار اور قبضہ میں ہو اور وہ اس کے مالک ہوں۔ اور میں اس چیز کا دعویٰ کروں کہ وہ میری چیز ہے۔ تو تم گواہ کا مطالبہ کس سے کرو گے۔؟

ابوبکر نے کہا: تم سے گواہ طلب کیے جائیں گے۔

حضرت علی نے فرمایا: تو پھر تم حضرت فاطمہ زہرا سے گواہی کا مطالبہ کیوں کرتے ہو۔ اس لئے کہ باغ فدک پر فاطمہ کا قبضہ ہے اور حضرت رسول خدا کی زندگی ہی میں وہ اس باغ کی مالکہ تھیں اور حضرت رسول خدا کی رحلت کے بعد بھی باغ پر انھیں کا قبضہ تھا اور جس چیز کا مسلمانوں نے دعویٰ کیا ہے، تم نے ان سے ثبوت نہیں مانگا۔ اگر میں ان کے قبضہ میں موجود کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہوں تو گواہ مجھ سے طلب کیے جائیں گے۔ اسی طرح جس چیز کا مسلمانوں کا دعویٰ ہے تو وہ اس پر گواہی اور ثبوت فراہم کریں گے؟ یہ سنکر ابوبکر خاموش ہو گئے۔ عمر نے کہا علی اپنی بات چھوڑ دو ہم آپ کے سامنے کہاں دلیل لا سکتے ہیں؟ تمہیں عادل گواہ پیش کرنا ہوں گے اور اگر گواہ پیش نہیں کرتے تو باغ فدک مسلمانوں کے لئے بیت المال ہے اور تمہارا اور فاطمہ زہرا کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین نے فرمایا: اے عمر کیا تم نے بھی اللہ کی کتاب کو پڑھا ہے؟

عمر نے کہا: ہاں میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا ہے۔ اب تم کہتے ہو کہ اللہ کی کتاب کو تم نے پڑھا ہے تو ذرا بتاؤ کہ اللہ کا یہ حکم کس کے بارے میں ہے:

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا"[1]

---

[1] احزاب ۳۲

یہ حکم الٰہی کس کے بارے میں ہے، کیا ہمارے غیر کے حق میں اللہ نے یہ اعلان کیا ہے؟

عمر نے جواب دیا کہ یہ آیت تمہارے بارے میں ہے اور تمہاری ہی شان میں ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہارے گواہ آئیں اور حضرت فاطمہ کے خلاف گواہی دیں تو تم کیا کرو گے؟

ابھی عمر کو ابوبکر نے خلیفہ بھی نہیں بنایا ہے اور وہ اسلام کو مٹا ڈالنے کا عہد کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں فاطمہ زہرا کو دوسری عورتوں کی طرح سزا دوں گا۔ حضرت علی نے فرمایا تو پھر بارگاہ الٰہی میں کافر ہو جاؤ گے۔

عمر نے کہا۔ کافر کیسے؟

حضرت علی نے فرمایا: اس لئے کہ تم نے اللہ کی گواہی کو مسترد کر کے دوسرے لوگوں کی گواہی کو قبول کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آیت تطہیر میں گواہی دی ہے کہ فاطمہ زہرا طاہرہ ہیں، معصومہ ہیں اور ہم نے ان کی طہارت کا اعلان کیا ہے اور تم اللہ کے خلاف لوگوں کی گواہی کو قبول کرتے ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو مسترد کرتے ہو۔ اللہ اور رسول نے باغ فدک حضرت فاطمہ کو عطا کیا ہے اور اپنی زندگی میں باغ فدک کو انھیں کے قبضہ میں قرار دیا ہے اور اعرابی کی گواہی پر ان کے حق میں سزا دینے کا ارادہ بھی کرتے ہو؟۔

اور فدک کو حضرت فاطمہ زہرا کے قبضہ سے نکال کر غصب کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ وہ مسلمانوں کے لئے بیت المال ہے۔

جبکہ رسول خدا نے فرمایا:

"البینۃ علی المدّعی، والیمین علی المدّعی علیہ"
ثبوت مدعی کو دینا ہوگا اور مدعی علیہ سے صرف قسم کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے ؎۱

اور تم اللہ اور رسولؐ خدا کے حکم کو مسترد کرتے ہو مدعی پر ثبوت فراہم کرنا واجب ہے اور مدعی علیہ سے صرف قسم کا مطالبہ کرسکتے ہو۔

؎۱ خلیفہ نے حضرت فاطمہ زہرا سے گواہوں کا مطالبہ کرکے اپنی جہالت کا ثبوت پیش کیا ہے۔

میراث کے احکام میں گواہوں کی ضرورت کہاں ہوتی ہے وہ تو خلیفہ ہے کہ جو جھوٹی من گھڑت کے وسیلے سے رسول زادی کو ان کے بابا جان کی میراث سے محروم کررہا ہے اب قرآن کی آیتوں کے خلاف اسی کو گواہی اور ثبوت پیش کرنا ہوگا ورنہ حکم رسولؐ اور حکم خدا کا مخالف ہوگا۔ قرآنی حکم کو حدیث رسول کے ذریعہ منسوخ نہیں کیا جاسکتا۔ آیتیں اعلان کرتی ہیں کہ دوسرے مسلمانوں کی طرح اولاد رسول بھی میراث پائے گی۔

اگر رسول کو اللہ تعالیٰ نے کسی حکم سے مستثنیٰ کیا ہے تو اس کا اعلان قرآن میں کیا ہے۔

"مثلاً ایک مسلمان کو عدالت کی شرط کے ساتھ چار بی بیوں کی اجازت ہے"۔

اور حضرت رسول خدا کو بارہ چودہ بی بیوں کی اجازت ہے تو قرآن مجید میں استثنیٰ آگیا۔

اب قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کرو کہ جو یہ ثابت کرتی ہو کہ انبیاء الٰہی نہ وارث ہوتے ہیں اور نہ وارث کرتے ہیں اور اگر قرآن مجید سے اس بات کی تصدیق نہ ہو تو حدیث پیش کرنے والا اللہ اور رسول کا مخالف ہے۔ اس لیے قرآن نے کہا کہ انبیاء الٰہی ایک دوسرے کی میراث پاتے ہیں اور میراث چھوڑتے ہیں۔ قرآن نے کہا کہ داؤد نے سلیمان کو وارث بنایا ہے اور یحیٰی نے حضرت زکریا اور آل یعقوب کی میراث پائی ہے اور آل ابراہیم کو اللہ نے کتاب اور سلطنت کا وارث بنایا ہے۔

حضرت علی کے استدلال کے سامنے عمر اپنی بغلیں جھانکنے لگے اور لوگ حیران و پریشان ہوگئے اور ایک دوسرے کو تکنے لگے۔

اور سب نے تصدیق کی کہ حضرت علی نے حق کہا ہے اور خدا کی قسم حق علی کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد حضرت علی اپنے گھر واپس پلٹ آئے۔ ؎۱

ہمارے شیخ بزرگوار المفیدؒ اپنی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن سنان سے حضرت امام جعفر صادق کی حدیث بیان کی ہے۔

حضرت امام صادق نے فرمایا جب رسولؐ خدا کی رحلت ہوگئی اور ابوبکر خلیفہ بن کر حضرت رسول خدا کی جگہ بیٹھ گئے تو انھوں نے

؎۱ احتجاج، ج ایک صفحہ نمبر ۱۱۹ ۔ ۱۲۳۔

اپنا ٹولہ باغ فدک کی طرف بھیجا اور حضرت فاطمہ زہرا کے کارندوں کو باغ سے نکال دیا۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ زہرا دربار خلافت میں تشریف لائیں اور فرمایا: اے ابوبکر تو دعویٰ کرتا ہے کہ میرے بابا جان کا خلیفہ ہے اور آنحضرت کی مسند پر بھی قبضہ کر چکا ہے اور تو نے اپنے ٹولے کو میرے باغ کی طرف بھیج کر میرے کارندوں کو باغ سے باہر نکال دیا ہے۔

اور تو اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ باغ فدک میرے بابا جان نے مجھ کو بخشا ہے اور میرے پاس وہ گواہ بھی موجود ہیں کہ جن کے سامنے بابا جان نے باغ فدک مجھ کو ہبہ کیا ہے۔ خلیفہ نے جواب دیا تو پھر اپنے گواہ پیش کرو۔ حضرت فاطمہ زہرا نے گواہی میں ام ایمن اور حضرت علی کو پیش کیا۔

ابوبکر نے ام ایمن سے دریافت کیا سچ بتاؤ کیا تم نے حضرت رسول خدا کی زبان اقدس سے اس طرح کی بات سنی ہے؟ کہ حضور اکرم نے باغ فدک فاطمہ زہرا کو ہبہ کیا ہے۔

ام ایمن نے کہا:۔ ہاں ہم نے حضرت رسول خدا کی زبانی اقدس سے یہ حکم سنا ہے اور ہماری موجودگی میں حضور اکرم نے باغ فدک ہمارے سامنے فاطمہ زہرا کو عطا فرمایا ہے اور ہبہ کیا ہے اور حضرت رسول خدا نے فاطمہ زہرا کی شان میں فرمایا:

"ان فاطمة سیدة نساء العالمین وسیدة نساء اهل الجنة"

فاطمہ سیدہ نساء عالمین ہیں اور وہ جنت میں جانے والی عورتوں

کی سردار ہیں۔

ام ایمن نے کہا: جب فاطمہ زہرا جنت میں جانے والی عورتوں کی سیدہ و سردار ہیں، اور تو کیا نہیں سمجھتا کہ خاتون جنت کب ایسی چیز کا دعویٰ کریں گی کہ جو ان کا حق نہ ہو اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ میں اہل جنت سے ہوں اور میں وہی گواہی دوں گی کہ جو میں نے حضرت رسول خدا کی زبانی سنی ہے۔

عمر نے کہا کہ اے ام ایمن ان باتوں کو چھوڑ دو اب تم کس بات کی گواہی دیتی ہو۔[۱]

ام ایمن نے کہا: میں حضرت فاطمہ کے گھر میں بیٹھی تھی اور حضرت رسول خدا وہاں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور انھوں نے کہا:۔

اے رسول خدا ذرا کھڑے ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو امر دیا ہے کہ میں اپنے پروں پر سوار کر کے آپ کو فدک دکھادوں اور باغ فدک کی حدود دیتا دوں۔ حضرت رسول خدا کھڑے ہوئے اور جبرائیل کے ساتھ گھر سے باہر گئے اور تھوڑے ہی دیر میں واپس آ گئے۔

---

[۱] ابھی عمر کی حیثیت ایک عام مسلمان سے بڑھ کر نہیں ہے اور ابھی مسلمانوں نے اپنی بیعت کر کے انھیں حاکم نہیں بنایا ہے پھر انھیں حکومت کے امور میں ٹانگ اڑانے کا حق کس نے دیا ہے۔ انھوں نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ دخل در معقولات کا مصداق ہے اور حدود سے تجاوز ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا بابا جان آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ مجھ کو جبرائیل نے باغ فدک اور اس کی حدود دکھائی ہیں۔

حضرت فاطمہ نے عرض کیا بابا جان آپ کے بعد مجھ کو فقر و ناداری کے خوف سے تشویش ہوتی ہے اس لئے وہ باغ مجھ کو عطا ہو جائے حضرت رسول خدا نے فرمایا: وہ باغ فدک میں نے تمہیں ہبہ کر دیا اور اس باغ پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ ام ایمن نے کہا کہ حضرت رسول خدا نے باغ فدک فاطمہ کو عطا فرما دیا اور فرمایا کہ بیٹی اب تم اس کو قبول کرو حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا بابا جان میں نے اس کو قبول کیا۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا: اے ام ایمن گواہ رہنا اور اے علی گواہ ہونا کہ میں نے باغ فدک فاطمہ کو ہبہ کر دیا ہے۔

عمر نے کہا: ام ایمن تم ایک عورت ہو اور ایک عورت کی گواہی مکمل نہیں ہوتی۔ اور علی کا دعوی میں نفع ہے اس لئے ان کی گواہی قبول نہیں ہے۔[۱]

عمر کی زبانی یہ سنکر۔ ام ایمن ناراض ہو کر کھڑی ہو گئیں اور کہا: پروردگار گواہ رہنا عمر اور ابو بکر نے تیرے رسول محمدؐ کی بیٹی کے حق کو غصب کیا اور ان پر ظلم کیا ہے۔ پروردگار تو بھی ان کی سخت گرفت کرتا اور عذاب کا مزہ چکھاتا۔ آمین۔

۱۔ عمر کو قاضی کس نے بنایا ہے۔ ابو بکر کی خلافت کے دور میں ان کا قضاوت کے عہدہ پر تقرر نہیں کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی فاطمہ زہرا کو پردہ کے اہتمام کے ساتھ مسجد رسول میں لے کر آئے اس طرح کہ انصار اور مہاجرین کے گھروں کے چالیس روز تک دورے کئے اور حسن اور حسین ان کی خدمت میں رہتے تھے۔ اور حضرت فاطمہ زہرا فرمایا کرتیں، اے گروہ مہاجرین اور انصار اللہ کی نصرت کرو۔ میں تمہارے نبی کی بیٹی ہوں۔ اور تم نے جس روز حضرت رسول خدا کی بیعت کی تھی اور اس بات پر بیعت کی تھی کہ تم حضرت رسول خدا اور ان کی ذریت کی اسی طرح حفاظت کرو گے۔ کہ جس طرح اپنی جان اور اولاد کی حفاظت کرتے رہو گے اب حضرت رسول خدا سے کی ہوئی بیعت پر وفا کرو۔

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

کسی نے بھی حضرت فاطمہ زہرا کی فریاد رسی نہیں کی نہ آنحضرت کی حمایت کی اور نہ ہی کسی طرح کی مدد کی۔

امام صادق نے فرمایا کہ ایک روز حضرت فاطمہ معاذ بن جبل کے گھر گئیں اور فرمایا: اے معاذ میں تمہارے گھر نصرت طلب کرنے آئی ہوں اور تم نے حضرت رسول خدا کے ہاتھ پر یہ بیعت کی تھی کہ آنحضرت اور ان کی ذریت کی نصرت اور مدد کرو گے اور جس چیز سے اپنی ذات اور اولاد کی حفاظت کرتے ہو اسی چیز سے حضرت رسول خدا اور ان کی اولاد کی حفاظت کرو گے۔

اور ابو بکر نے میرے باغ فدک کو ہتھیا لیا ہے اور میرے کارندوں کو باغ سے نکال دیا ہے۔

معاذ نے کہا: میرے علاوہ اور بھی کوئی آپ کا حامی اور مددگار

ہے۔؟

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا نہیں کسی نے بھی میری فریاد رسی نہیں کی۔

معاذ نے جواب دیا پھر میں تنہا آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔

امام صادق نے فرمایا! حضرت فاطمہ اپنے گھر واپس آگئیں۔

اس کے بعد معاذ کا بیٹا آیا اور اس نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ رسول زادی آپ کے پاس کس لئے آئی تھیں؟ معاذ نے کہا وہ ابوبکر کے خلاف مجھ سے مدد کا مطالبہ کر رہی تھیں کیونکہ اس نے ان کا باغ فدک چھین لیا ہے۔

بیٹے نے کہا: پھر آپ نے کیا جواب دیا۔ معاذ نے کہا یہی کہ میں تنہا آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟

بیٹے نے کہا: آپ نے ان کی نصرت کرنے سے انکار کر دیا۔ معاذ نے کہا ہاں کیا کر سکتا تھا؟ بیٹے نے دریافت کیا پھر انھوں نے تم سے کیا کہا:؟

معاذ نے کہا کہ انھوں نے کہا کہ جب اپنے باباجان سے ملاقات کروں گی تو تیری شکایت کروں گی۔

یہ سنکر بیٹے نے کہا اگر تم حضرت رسول خدا کی بیٹی کی نصرت نہیں کرو گے تو میں بھی خدا کی قسم حضرت رسول خدا سے تمہاری شکایت کرونگا۔

۱؎ اختصاص، ص ۱۸۳-۱۸۴، طبع غفاری۔

باغ فدک کے ھبہ نامہ پر

عقلی دلیل

آیت اللہ سید شرف الدین فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندہ کو فتح خیبر سے نوازا اور قلعہ خیبر کو فاتح خیبر نے فتح کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اہل فدک کے دلوں میں رعب اور خوف ایجاد کر دیا اور وہ حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باغ فدک حضرت پیغمبر کی خدمت میں پیش کر دیا اور وہ خالصاً حضرت رسول خدا کی ملکیت ہو گیا اور بیت المال سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا کیونکہ لشکر اسلام نے اس کے حصول میں جہاد نہیں کیا تھا اور نہ ہی مسلمانوں کو اپنی شجاعت کے جوہر دکھانے کا موقع آیا اور تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے اور ایک مسلمان نے بھی اس بات سے اپنے اختلاف کا اظہار نہیں کیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ حکم نازل فرمایا:

"ذوی القربیٰ کو ان کا حق ادا کر دو"

تو حضرت رسول خدا نے حضرت فاطمہ زہرا کو باغ فدک ہبہ کر دیا اور اس پر حضرت فاطمہ زہرا کا قبضہ تھا کہ ایک روز ابوبکر نے اس کو

مسلمانوں کے بیت المال میں شامل کر لیا۔

حضرت رسول خدا کی رحلت کے بعد فاطمہ زہرا کو اپنے حق کے حصول کیلئے دربار خلافت میں جانا پڑا۔ اور مسلمانوں کی موجودگی میں رسول زادی اپنے حق سے محروم ہو کر اپنے گھر واپس آئیں۔

جبکہ تمام مسلمان اس بات کو جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں تمام اہل جنت کی عورتوں کی سیدہ اور سردار قرار دیا ہے۔ ان کے شوہر کو نفس اللہ اور ید اللہ قرار دیا ہے۔ ان کے فرزندوں کو جوانان جنت کا سردار بنایا ہے اور جن حضرات کی گواہی کو مسلمانوں کے خلیفہ نے مسترد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت پر انھیں گواہ قرار دیا ہے اور میدان مباہلہ میں نصاریٰ نجران نے ان کی گواہی کے سامنے اپنی شکست کا اعلان کر کے جزیہ دینا قبول کیا تھا۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کو نص مانتے ہیں۔

امام رازی کہتے ہیں توحیدی کارواں لشکر تثلیث کے مقابلہ کے لئے اس شان سے نکلتا ہے کہ حضرت رسول خدا نے حسینؑ کو آغوش میں لیا۔ حسنؑ کا ہاتھ تھاما فاطمہ کو اپنے پیچھے کیا اور علیؑ کو حضرت فاطمہؑ کے عقب میں قرار دیا۔ گویا فاطمہ رسالت کے نقش قدم پر چل کر امامت کیلئے راستہ بنا رہی ہیں یا رسالت اور امامت کی حفاظت میں معدن عصمت و طہارت چل رہی ہے رسول اسلام کے زمانے میں فاطمہ کی ایک شان تھی، عظمت تھی احترام تھا اور جس قوم نے رسول کی عزت کے احترام کو قائم نہ رکھا ہو

وہ رسول کے دین کا اور اسلام کا کیا احترام کر سکتے ہیں وہ بیشک حلال اور حرام کی حدوں کو توڑ ڈالیں گے۔ اور رسول کا کلمہ پڑھنے والوں کو ذلیل کر ڈالیں گے۔ جو لوگ رسالت کے ٹکڑے پر رحم نہ کریں تو وہ مسلمانوں پر کیا رحم کریں گے۔

غرض کاروان توحید میدان مباہلہ میں پہونچا تو حضرت رسول خدا نے فرمایا جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔

اسقف نجران نے کہا اے بنی نصاریٰ و نجران میں وہ چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ سے کہدیں کہ پہاڑ کو ہٹا دے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا، ان سے ہرگز مباہلہ مت کرنا۔ اگر ان سے مباہلہ کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور قیامت تک روئے زمین پر ایک بھی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔

اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

حضرت فاطمہؑ زہرا کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے۔

اور فاطمہؑ زہرا اس ہستی کا اسم گرامی ہے کہ جس کی شان میں آیت مودہ کا نزول ہوا اور جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے اجر رسالت قرار دیا ہے۔

اور فاطمہؑ زہرا وہ ہیں کہ جن پر درود و سلام کرنا واجب ہے اور اگر کوئی مسلمان نماز پڑھے اور آل رسول پر صلوات و سلام نہ بھیجے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ بلکہ بغیر فاطمہ زہرا کی گواہی اور شہادت کے اسلام و ایمان اور کوئی عمل قبول نہیں ہوگا جو لوگ فاطمہؑ کی گواہی کو مسترد کریں گے حضرت فاطمہؑ زہرا ان کے

ایمان اور اسلام کو مسترد قرار دیں گی۔

اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول اور اللہ اور رسول اللہ پر ایمان رکھنے والوں کی نظر میں فاطمہ زہرا کی ایک شان ہے، مرتبہ ہے۔ فاطمہ کے دہن سے جو کلمہ یا کلام نکلا وہ عالم تکوین میں حقیقت بن گیا۔

عید کی رات اگر حسنین کو بہلانے میں دہن اقدس سے یہ جملہ نکل گیا کہ تمہاری پوشاک درزی لائے گا تو رضوان جنت خیاط بن کر فاطمہ کے دروازہ پر آ گئے کہ مخدومہ کونین حسنین کا درزی خدمت میں حاضر ہے، آخر کو صدیقہ ہیں۔ اور سچ ان کا مطیع فرمان ہے۔ یہ جو کہہ دیں وہ عالم تکوین میں ایجاد ہو جائے۔ بھلا کوئی مسلمان ہوتے ہوئے یہ تصور کر سکتا ہے کہ فاطمہ کسی باطل چیز کو طلب کریں گی۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ فاطمہ کیا بلکہ اولاد فاطمہ پر بھی بیت المال سے کچھ لینا حرام ہے اگر باغ فدک میں مسلمانوں کا حق ہوتا اور وہ بیت المال ہوتا تو نہ وہ رسول خدا کے پاس ہوتا اور نہ ہی فاطمہ زہرا اس کا مطالبہ کرتیں۔ فاطمہ زہرا نے باغ فدک کا دعویٰ کیا تو ہر انصاف پسند نے اقرار کیا کہ ان کا دعویٰ حق تھا۔ برحق تھا اور احقاق کیلئے تھا۔ اور اس حقیقت کا کسی بھی مسلمان نے انکار نہیں کیا ہے جس کو حضرت فاطمہ زہرا کی معرفت ہے۔ وہ اعتراف کرتا ہے کہ رسول زادی برحق ہیں اور انھیں ناحق محروم کیا گیا۔ ابو بکر کو بھی ان کے حق کا اعتراف ہے۔ اور وہ ان کی صداقت کا معترف ہے۔ لیکن حق بات وہی تھی کہ جس کو علی بن الفارقی نے بیان کر دیا۔ علی بن الفارقی ابن ابی الحدید کے استاد ہیں۔ یہ شاگرد اپنے استاد سے دریافت کرتا ہے۔ کیا

فاطمہ زہرا باغ فدک کے ہبہ نامہ میں حق بجانب تھیں؟

علی بن الفارقی نے جواب دیا بیشک وہ حق پر تھیں ابن الحدید نے سوال کیا۔ پھر ابو بکر نے ان کا باغ فدک کیوں نہیں دیا جبکہ وہ خود جانتے تھے کہ فاطمہ زہرا اپنے دعوے میں سچی ہیں؟ علی بن الفارقی اپنے شاگرد کے سوال پر مسکرائے۔

پھر لطیف اور حسین جواب دیا اور کہا:۔

نور نظر اگر ابو بکر آج انھیں فدک دیدیتا تو پھر وہ کل دربار میں آتیں اور اس مرتبہ اپنے شوہر کے واسطے خلافت کا مطالبہ کرتیں اور اس کو مسند خلافت سے اتار ڈالتیں اور پھر عذر وحیلہ گری کی گنجائش باقی نہ رہتی اور ابو بکر خلافت چھوڑنا نہیں چاہتے تھے، مسئلہ خلافت کا تھا۔ فاطمہ زہرا کی صداقت اور دعوے کی حقانیت کی بات نہیں تھی۔ ابو بکر کو پورا یقین تھا کہ حضرت فاطمہ زہرا سچی ہیں اور انھیں کسی ثبوت اور گواہ کی ضرورت نہیں ہے اور خلافت چلانے کے لئے سرمایہ کی ضرورت تھی اور فدک کی اس وقت کی آمدنی سالانہ ستر ہزار دینا سے زیادہ تھی۔[1]

حضرت علی نے رسول کی رسالت کی گواہی اللہ تعالیٰ کی توحید اور وحدانیت کی گواہی۔ جنگ بدر وحنین وخیبر وخندق، احد اور بیر الم کے معرکوں کے سر کرنے والے علی اور رسول اللہ کے بھائی اور داماد علی رسول کے قریب اللہ کے قریب، وہ ابو بکر کی عدالت میں حضرت

---

[1] شرح، نہج البلاغہ ج ۱۶ ص ۲۸۴

فاطمہ زہرا کے حق میں گواہی دیتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے باغ فدک فاطمہ زہرا
کے نام ہبہ کیا ہے۔

پھر ابوبکر نے ان کی گواہی کو مسترد کیوں کیا؟

اور فاطمہؑ زہرا کی شان میں رسولؐ خدا نے فرمایا: فاطمہ میرا ٹکڑا ہیں
اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی عصمت و طہارت اور
صداقت کا اعلان کیا ہے۔

اب ان کی صداقت کو مسترد کرنا خدا کی گواہی کو مسترد کرنا ہے۔
"اور ابوبکر کا یہ کہنا: میں نہیں جانتا کہ فاطمہ اپنے قول میں
سچی ہیں"۔ ۱

---

۱ اگر ابوبکر قرآن کی گواہی کو نہیں مانتے۔ پھر بھی ایک مسلمان تو ماننا ہی پڑے گا اور اسلام کہتا ہے کہ اگر گواہ نہ ہوں تو پھر حلف برداری کے لئے کہا جائے گا اور حلف برداری کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اب آج ایک مسلمان کو یہ حق ہے کہ خلیفہ کا جواب طلب کرے اور کہے کہ فدک کے مقدمہ میں اسلام کے اصول، شریعت اور قانون کو کیوں چشم انداز کیا گیا۔ اسلام کی نظر میں تمام مسلمان یکساں ہیں اسلام گورے کالے عرب عجم ترک و دیلم کا فرق نہیں کرتا۔ مسلمانوں حق کا ساتھ دینے میں فائدہ ہے اور خدائی پیوند ہی مضبوط اور کام آنے والا پیوند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فاطمہ و علی و حسن و حسین اور ان کی اولاد کی محبت کو اجر رسالت قرار دیا ہے۔ اب اگر کلمہ بھی پڑھو گے تو مسلمان اسی وقت ہو گے کہ جب اجر رسالت ادا کرو۔ حضرت فاطمہ زہرا کے حق میں ابوبکر اور عمر نے جو دشمنانہ رویہ اختیار کیا تھا اس سے

حضرت فاطمہ زہرا کو ابوبکر اگر سچا نہیں مانتے تو پھر حلف کا مطالبہ
کریں اور حلف کے مطالبہ کے بعد فیصلہ دیں۔

ابوبکر صاحب آپ نے حسن اور حسین کی گواہی کو کیوں مسترد
کیا۔؟ یہ کہ حسنین بچے ہیں لیکن قرآن تو کہتا ہے کہ بچہ کی گواہی معتبر ہے
حضرت یوسف کی عصمت کو ایک بچہ کی گواہی نے ہی ثابت کیا ہے
اور حضرت عیسیٰ نے گہوارہ میں اپنی ماں کی عصمت کی گواہی دی ہے اور
کہا کہ میری ماں سچی ہیں معصومہ ہیں۔ قرآن نے بچوں کی گواہی کو قبول کرنے
کی سفارش کی ہے۔

پھر آپ نے حسنین کی گواہی کو مسترد نہیں کیا بلکہ قرآن کو مسترد کیا ہے۔
مقدمہ فدک پر غور کرنے سے یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ
مسلمانوں نے جس بزرگ کو خلیفہ بنایا ہے وہ قرآن اور اسلام کے آدمی
نہیں ہیں۔

حضرت علی کی گواہی کو مسترد کیا۔ ام ایمن کی گواہی کو مسترد کیا اور حسنین
کی گواہی کو مسترد کیا۔ قرآن کو مسترد کیا اسلام کو مسترد کیا اور شریعت
کو منسوخ کیا۔

مسلمانو اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں عزت ملے عدالت ملے اور سر
بلندی ملے۔ تو پھر اپنے رسول کی وارث اکلوتی بیٹی کو ان کا حق دو
اور اگر تم نے حضرت رسول خدا کی بیٹی کی ہتک حرمت کی تو پھر تم بھی

اگلے سے پچھلا معلوم ہوا کہ وہ لوگ اجر رسالت کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ رسالت کے مٹانے کی ڈگر پر چل رہے تھے۔

عزت نہیں پاؤ گے۔ ؎۱

علامہ ابو الفتح محمد بن علی الکراجکی کہتے ہیں:

باغ فدک کے مقدمہ پر غور کرنے سے یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا برحق تھیں اور انھیں دیدہ و دانستہ جھٹلایا گیا۔ ان کی تکذیب کی گئی اور وہ اپنے حق سے محروم ہو کر اپنے گھر واپس آئیں۔

اس کے بعد عائشہ بنت ابوبکر دربار خلافت میں آئیں اور اپنے مکان کا مطالبہ کیا اور انھیں یقین ہے کہ جس مکان میں وہ رہتی ہیں وہ انھیں رسولؐ خدا کی میراث میں ملے گا۔

ابوبکر نے اپنی بیٹی کے دعوے کو قبول کر لیا اور وہ مکان انہیں دیدیا گیا۔ اور ان سے ثبوت کا مطالبہ نہیں کیا گیا اور عائشہ کا مکان ان کے قبضے میں بحال کر دیا گیا۔ اور حضرت رسول خدا کے پہلو میں بنی تیمیم اور عدی کو دفن ہونے دیا اور فرزند رسول حسن مجتبیٰ کو نانا جان کے پہلو میں دفن ہونے سے منع کر دیا اور ان کے جنازہ پر تیر برسانے کے لئے خچر پر سوار ہو کر آگئیں اور بہتر تیر امام حسن کے تابوت میں پیوست ہو گئے اور کہا کچھ بھی ہو میرے گھر میں وہ دفن نہیں ہوگا کہ جس کو میں پسند نہیں کرتی۔

امام حسین نے فرمایا تو پھر نانا جان کی قبر کی زیارت تو کر لینے دو اور عائشہ نے قبر رسول کی بھی اجازت نہیں دی ؎۲

نمبر ۲ کا حاشیہ اگلے صفحے پر ہے

؎۱ النص و اجتہاد المورد ۸ ص ۱۱۰-۱۱۹۔

بہر حال عائشہ کو مکان مل گیا اور تجویز پر خلیفہ نے دستخط بھی کر دیئے۔

وہ مکان حضرت رسول خدا نے عائشہ کو ہبہ کیا تھا اور عائشہؓ نے ہبہ نامہ کا دعویٰ کیا تو ابوبکر نے ان سے ثبوت طلب نہیں کیا اور مکان ان کے حق میں بحال کر دیا۔

پھر عائشہ بنت ابوبکر کا دعویٰ عدالت کی نظر میں صحیح ثابت ہو گیا ابوبکر کی بیٹی سچی اور رسول زادی معاذ اللہ جھوٹی قرار دی گئی۔

جبکہ قرآن مجید نے فاطمہ زہرا کی صداقت، طہارت اور عصمت کا اعلان کیا ہے اور عائشہ کی طلاق کا اہتمام کیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ عائشہ اور حفصہ بنت عمر کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں اور خدا و رسول و صالح المومنین اور جبرائیل اور اللہ کے تمام فرشتے ان کے

؎۲ ابوبکر کی عدالت میں ایک سوال:-

آپ کی من گھڑت کے مطابق رسول کو اپنی میراث چھوڑنے کا حق نہیں ہے۔ تو پھر عائشہ کو وہ مکان کس حساب سے دیا گیا۔

یہی کہ باپ حاکم ہے تو بیٹی مالک ہے مگر یہ اسلام اور قرآن کی خیانت ہے۔ اور خیانت بد تر عذاب، ہی عذاب ہے!

اور ابوبکر صاحب آپ خود کو بھی رسول خدا کا وارث، ہی تو سمجھے ہو یعنی رسول خدا کی مسند حکومت پر آپ بیٹھ گئے اور اسی حکومت کے وارث بن گئے کہ جس کو حضرت رسول خدا نے چھوڑا تھا۔ سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

خلاف جنگ کریں گے۔

قرآن نے کہا: کہ رسول کی بی بیوں! اپنے گھروں میں بیٹھی رہنا قرآن پڑھنا اور عبادت میں بسر کرنا۔

اور انھوں نے قرآن کی مخالفت کر کے جنگ جمل میں امام برحق کے خلاف جنگ کی ہے۔

اگر وہ مکان عائشہ کو میراث میں دیا گیا ہے تو پھر یہ بی بی کس طرح حضرتؐ خدا کی وارث ہوئی۔ جبکہ آنحضرت کی بیٹی کو اپنی من گھڑت کے ذریعہ محروم کر چکے ہیں۔ پھر اس حاکم نے عائشہ سے وہ سب کچھ کیوں نہیں کہا کہ جو رسول زادی سے کہا تھا کہ پیغمبر وارث نہیں بناتے اور جو کچھ حضرت نے چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے امت کے لئے۔ پھر عائشہ کے لئے حکم خاص تعجب انگیز ہے۔

جبکہ عائشہ رسول کی نو بیبیوں میں سے ایک ہے اور اسلامی شریعت میں آٹھویں حِصّہ میں سے ان کا نواں حِصّہ ہوتا ہے اور اگر آٹھویں حِصّہ سے نواں حِصّہ عائشہ کو دیا جائے تو پھر وہ اپنے گھر میں اپنے ابا میاں اور بولے ہوئے پچا مٹھو کو دفن نہیں کر سکیں گی۔

حضرت پیغمبر خدا کے جو مکانات تھے ان کا آٹھواں حِصّہ رسول کی تمام ازواج کا ہے اور باقی سات حصے اہل بیت رسول کے ہیں ۔[1]

علامہ مظفر کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک و تردید نہیں ہے کہ

---

[1] کنز الفوائد ص ۳۶۲ - ۳۶۱

حضرت رسول خدا نے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کے نام ہبہ کر دیا تھا اور جس روز سے باغ فدک حضرت رسول خدا کے قبضہ میں آیا اسی روز سے اس باغ پر حضرت زہرا کا قبضہ اور تصرف رہا ہے اور یہ ہبہ حضرت باری تعالیٰ کے فرمان سے ہوا ہے۔

اس نے قرآن مجید میں اپنے رسول کو حکم دیا:

حقداروں کے حق کو ادا کر دو"۔

اور ابو بکر نے اپنی طاقت کے زور پر اس باغ کو حضرت فاطمہ کے قبضہ سے چھینا اور حضرت فاطمہ زہرا سے ثبوت طلب کیا اور یہ حکم اور شریعت اسلام کے برخلاف تھا۔

کیونکہ ابو بکر مدعی تھا اور حضرت علی نے احتجاج میں یہی فرمایا تھا کہ اے ابو بکر ثبوت تمہیں دینا ہے کہ رسول خدا نے اپنی اولاد کو میراث سے محروم کیا ہے اور تجھ کو وارث بنا دیا ہے۔ اس وقت عمر نے کہا اے علی ہم تمہاری دلیل کی کاٹ نہیں کر سکتے۔ مگر فاطمہ کو گواہ ضرور پیش کرنا ہوں گے۔ اور گواہ بھی وہ کہ جن کو ہم پسند کریں۔ تم اپنی طرف سے گواہ بھی پیش نہیں کر سکتے ۔[1]

ابو بکر کا حضرت فاطمہ زہرا سے گواہوں کا مطالبہ سراسر ظلم تھا۔ کیونکہ باغ پر حضرت فاطمہ کا قبضہ تھا۔ ابو بکر مدعی تھے۔ اور حضرت فاطمہ کے قبضہ کو قرآن مجید کی آیت ثابت کرتی ہے۔

---

[1] عمر نہیں جانتے کہ شریعت میں کون سے گواہ معتبر ہیں شریعت اسلام میں وہ گواہ معتبر ہیں کہ جو شاہد عینی ہوں، ساختہ اور پرداختہ گواہ اہل بیت ہرگز پیش نہیں کریں گے۔

"ذوی القربیٰ کو ان کا حق دیدو" اور حضرت فاطمہ نے اعلان بھی کیا کہ میرے بابا جان نے باغ فدک مجھکو ہبہ کیا ہے اگر حضرت فاطمہؑ زہرا باغ فدک کی مالکہ نہ تھیں اور وہ حضرت فاطمہؑ کے قبضہ میں نہ تھا تو پھر حکومت کے ٹولے نے ان کے کارندوں کو باغ سے کہاں سے نکال دیا؟ بیشک باغ فدک حضرت زہرا کی ملکیت تھا اور اس پر انہیں کا قبضہ بھی تھا اور اگر باغ کی وہ مالکہ نہ ہوتیں اور اس پر ان کا قبضہ نہ ہوتا تو وہ ہرگز اس کا دعویٰ نہ کرتیں۔

اور قوم فوراً ان کے دعوے کو مسترد کردیتی اور گواہوں کا مطالبہ بھی نہ کرتی۔

پھر دوسری دلیلیں اعلان کرتی ہیں کہ فاطمہ اپنے بابا جان کی وارث ہیں اور ابوبکر کا گواہوں کا مطالبہ کرنا ظلم و جور کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

پھر ثبوت کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ جب قطع اور یقین نہ ہو اور یقین کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

حضرت فاطمہ زہرا کی طہارت اور عصمت کا آیت تطہیر اعلان کر رہی ہے۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا، فاطمہ میرا ٹکڑا ہیں۔

اور خزیمہ بن ثابت کی گواہی اعلان کرتی ہے کہ گواہ کی صداقت کا تعلق ایمان سے ہے۔

خزیمہ نے اپنے ایمان کے ذریعہ ہی رسول کی گواہی دی تھی اور قطع و یقین کے سامنے شہادت عینی کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ چونکہ خزیمہ شاہد عینی نہیں تھے بلکہ انھیں یقین تھا کہ رسول سچے ہیں اور وہ گواہی قبول ہوگئی اور خزیمہ دو گواہوں کی حیثیت کے مالک ہوگئے۔

وہ من گھڑت جو ابوبکر نے قرآن کے خلاف پیش کی ہے اس کے ثبوت میں انھیں گواہ پیش کرنا ہے کہ فلاں فلاں گواہوں کے سامنے حضرت رسولؐ خدا نے اللہ کی کتاب کے خلاف حکم دیا تھا لیکن کوئی نہیں کہتا کہ ابوبکر نے کوئی دوسرا گواہ پیش کیا ہو وہ من گھڑت کے ذریعہ اتنا بڑا ستم ڈھاگئے کہ اولاد رسول کو ان کی میراث سے محروم کرگئے اور اس خلافت اور سلطنت کا بیج بو گئے کہ جس کے پھل کو معاویہ اور یزید نے کھایا اور بعد میں ان کی نسل کے خلفاء نے اسی خلافت کا بھرپور خون چوسا اور اسلام کو تباہ کیا اور اولاد فاطمہؑ نے اپنے جد بزرگوار کے دین کی حفاظت کی۔

پھر دوسرا ستم یہ ڈھایا کہ عمر نے کہا:

وہ گواہ ہوں کہ جن کی گواہی کو حکومت قبول کرے یہ وہ شرط تھی کہ اگر تمام اہل مدینہ بھی گواہی دیتے تب بھی باغ فدک حضرت فاطمہؑ کو نہیں مل سکتا تھا۔

اور مدینہ رسول میں جب عمر اپنا درہ لے کر پھر رہے ہوں تو حضرت فاطمہؑ زہرا مظلوم و بیکس ستمدیدہ و ستمزدہ رسول زادی کی حمایت اور مدد کرنے کون بڑھے گا اور کون گواہی دے گا؟

اور جو لوگ حضرت امیرالمومنین علی کی گواہی کو مسترد کردیں جو لوگ حسنینؑ کی گواہی کو مسترد کردیں وہ کیا سلمانؓ اور ابوذرؓ کی گواہی کو قبول کریں گے۔

ابوبکر اور عمر نے حضرت فاطمہ زہرا کی میراث اور باغ فدک نگل جانے کا از قبیل اجتہاد کرلیا ہے۔ ابن عباسؓ اور ابوسعیدؓ خدری نے

بیان کیا ہے کہ حضرت رسول خدا نے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کو ہبہ کر دیا ہے۔ اور انھوں نے ابوبکر کے سامنے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ ابوبکر نے حضرت فاطمہ کے گواہوں کو مسترد کر کے یہ بتا دیا کہ ان کی نظر میں ثبوت اور بیّنہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اگر خلیفہ کو حضرت فاطمہ زہرا کے قول میں شک تھا تو پھر حضرت علی کی گواہی کے بعد تو ان کا شک یقین میں بدل جانا چاہیئے تھا اور اس پر بھی اگر ابوبکر شک کی حالت میں رہے تو پھر انہیں حلف کا مطالبہ کرنا چاہیئے تھا اور مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے فدک پر قبضہ نہیں کرنا چاہیئے تھا اور فیصلہ گواہوں اور حلف کے مطابق ہوتا۔

صحیح مسلم نے ابن عباس کی زبانی کتاب قضاوت کے آغاز میں بیان کیا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں :-

حضرت رسول خدا نے گواہ اور حلف کے مطابق فیصلہ دیا ہے اور کنز العمال میں ابن راہویہ نے حضرت علیؑ کی زبانی بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل رسول خدا پر نازل ہوئے اور کہا کہ فیصلہ میں گواہ اور حلف معتبر ہے شاہد اور یمین کے مطابق حکم کرو۔ کنز العمال میں یہ بھی الدار قطنی اور عمر سے بیان ہوا ہے اللہ نے حکم دیا ہے کہ دو گواہوں کے مطابق حق کو طے کر دو اگر دو گواہوں کے ساتھ کوئی ادعا کرے تو اس کو اس کا حق دو اور اگر صرف گواہ ایک ہو تو وہ حلف اٹھائے گا۔

اب اگر ابوبکر خود کو حضرت رسولؐ خدا کا خلیفہ سمجھتے ہیں تو رسالت کے ٹکڑے کے ساتھ دشمنی کیوں؟ فاطمہ زہرا پر آزار و ستم کیوں؟ رسول خدا تو اپنی بیٹی کا احترام کرتے ہیں اور رسول کا خلیفہ رسول زادی کے

حق کو غصب کرتا ہے!

خلیفہ نے اپنی من گڑھت کے ذریعہ صرف رسول زادی کے حق کو غصب کیا ہے جبکہ اسی خلیفہ نے اپنی بیٹی عائشہ کو رسول کی میراث میں مکان دیدیا۔ حضرت امیر المومنین کو حضرت رسول خدا کا عمامہ تلوار، بغلہ، ناقہ، دلدل، مرتجز، ذوالجناح وغیرہ دیدیئے۔

عباسؓ کو ان کی زمین جائداد سب بحال کر دی خلیفہ کو بضعت رسولؐ پر بھی مہربانی کرنا تھی اور فدک انھیں دیدیا جاتا۔

یہ دوغلی روش اور دوغلی عدالت کیوں اختیار کی گئی ابوبکر نے ابوسفیان اور معاذ کو کیا کچھ عطا نہیں کیا؟ اور فاطمہ زہرا سے ان کے حق کو چھینتا گیا۔

خلیفہ ابوسفیان اور معاذ کو مسلمانوں کے بیت المال سے گھر بھر دیتا ہے اور رسول زادی کو رسول کے ترکہ اور میراث سے محروم کرتا ہے۔

آج ہر مسلمان کو منصف بن کر اپنا انصاف کرنا۔ حضرت فاطمہ زہرا نے اسی لئے بارگاہ الہی میں اپنا مقدمہ دائر کیا ہے۔ تاکہ اللہ کے بندے خوشنودی الہی میں حق کا ساتھ دیں۔[۱]

ابن ابی الحدید قاضی القضاۃ عبد الجبار کا قول بیان کرتے ہیں :- دین کے حدود کو توڑنے والوں کا احترام نہ کرنا دین کا احترام ہے۔ جو لوگ حضرت رسول خدا کا احترام کرتے ہیں وہی رسول زادیؑ

---

۱ دلائل الصدق ج ۳ ص ۶۶۔۷۱

کا احترام کرتے ہیں۔

اور جو لوگ حضرت فاطمہ زہرا پر ستم ڈھاتے ہیں وہ اپنے واسطے خدا کے غضب کو خریدتے ہیں۔

ابو بکر نے مسلمانوں کو اپنا ہمنوا بنانے کی خاطر باغ فدک کو حضرت فاطمہ کے قبضہ سے چھینا اور رسول زادی کے دل کو دکھایا اور مسلمانوں کو خوش کیا اور فاطمہ کو غضبناک کیا اور اس طرح خدا کے غضب کو خریدا۔[1]

ابی جعفر یحیٰی بن ابی زید بصری علوی کہتے ہیں؛

ابو بکر اور عمر جنگ بدر میں موجود تھے اور انھوں نے دیکھا بھی تھا کہ ابو العاص بن الربیع اس جنگ میں اسیر ہو گئے تھے وہ زینب بنت ابو الہند کے شوہر ہیں اور زینب اپنی خالہ جان یعنی حضرت خدیجہ کے گھر پلی بڑی ہوئی ہیں۔ اپنی ہمشیرہ زادی کی شادی خدیجہؑ ہی نے کی ہے اور اپنی طرف سے خالہ جان نے ایک گردن بند تحفہ میں دیا تھا۔ جنگ بدر میں جب ابو العاص اسیر بن گئے تو زینب نے وہ گردن بند فدیہ میں دے کر اپنے شوہر کو آزاد کرا لیا۔ زینب کا وہ گردن بند بیت المال ہے اور مسلمان مجاہدوں کا اس پر حق ہے۔ جیسے ہی حضرت رسول خدا کی اس گردن بند پر نظر پڑی۔ حضرت رسول خدا کی آنکھوں میں اشک آ گئے۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ ان کا شفیق اور مہربان ہادی نے دیکھا کے چہرہ پر غم کی لہر چھا گئی ہے۔ مسلمانوں نے کہا خدا کے

---

[1] شرح نہج البلاغہ ج ۱۶ ص ۲۸۶

رسول ہم کو زینب کا گردن بند نہیں چاہیے۔ آپ اس کو بغیر کسی عوض کے واپس کر دیں۔ ہم خوش ہیں اور ہمارا خدا بھی خوشنود ہے۔ رسولؐ مسلمانوں کے احساسات اور جذبات سے خوش گئے۔

اب اگر باغ فدک بھی بقول ابو بکر و عمر بیت المال تھا تو رسول خدا کی خوشنودی کی خاطر حضرت فاطمہ کی درخواست پر انھیں بحال کر دیا جاتا۔

جبکہ رسول خدا نے فاطمہ کی خوشنودی کو خدا کی خوشنودی قرار دیا ہے۔

قاضی القضاۃ ابو الحسن عبد الجبّار بن احمد نے کہا کہ ابو بکر اور عمر نے شریعت اسلام کا کوئی احترام نہیں کیا۔[1]

سید بن طاؤوسؒ کہتے ہیں؛

حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی اولاد نے مسلمانوں کے خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں باغ فدک کا مقدمہ دائر کیا ہے اور دعویٰ کیا کہ وہ سب باغات اور اراضی کہ جو ابو بکر نے ان کی جدہ ماجدہ کے ہاتھ سے چھینی تھی وہ سب ہم کو واپس کر دیں۔

مامون الرشید نے حجاز، عراق اور دوسرے شہروں سے دو سو کی تعداد میں علماء کو دربار میں طلب کیا اور ان سے درخواست کی کہ اسلامی عدالت کے ہر پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدا اور رسول خدا کی خوشنودی کی خاطر باغ فدک کے معاملہ میں اپنا فیصلہ دو۔

---

[1] شرح نہج البلاغہ ج ۱۴ ص ۱۹۰ - ۱۹۱

ان میں سے بشیر بن الولید وواقدی وبشر بن العتاب نے متعدد احادیث بیان کیں اور انھوں نے کہا کہ جب خیبر فتح ہوگیا تو حضرت رسول خدا نے یہودیوں کے ایک گاؤں کو اپنے واسطہ مخصوص کیا، اس وقت جبرائیل نازل ہوئے اور خدا کا فرمان پہونچایا۔

"کہ اب حقداروں کو ان کا حق دیدیجئے"

حضرت رسول خدا نے فرمایا:۔ ذوی القربیٰ کون ہیں؟ اور حقدار کون ہے؟۔

حضرت جبرائیل نے فرمایا: فاطمہ حقدار ہیں؟ باغ فدک انھیں ہبہ کردیجئے۔ حضرت رسول خدا نے باغ فدک اور خیبر کی دوسری آراضیاں حضرت فاطمہ زہرا کے نام ہبہ کردیں اور اسی وقت سے ان سب پر حضرت فاطمہ زہرا کا قبضہ ہوگیا۔ اور حضرت رسول خدا کی رحلت کے وقت تک ان باغات اور آراضی پر فاطمہ زہرا کا قبضہ رہا، اور جب ابوبکر خلیفہ بن گئے تو انھوں نے فاطمہ زہرا کو باغات اور آراضی سے بے دخل کردیا اور سب کچھ غصب کرلیا۔

حضرت فاطمہ نے احقاق الحق میں دربار خلافت میں دعویٰ دائر کیا اور اپنے حق کا مطالبہ کیا۔

ابوبکر نے کہا ٹھیک ہے۔ جو چیز آپ کے بابا جان نے آپ کو بخشی ہے۔ میں آپ کو اس سے محروم نہیں کروں گا۔ اور چاہا کہ فدک کے بارے میں وہ اپنا فیصلہ لکھدیں۔ عین اسی وقت عمر آگئے اور تحریر میں روکاوٹ بن کر اڑ گئے۔ اور کہا کہ یہ ایک عورت ہیں اور ان سے ثبوت طلب کرو کہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کرو۔ اب ابوبکر

نے وہی کیا کہ جو عمر نے ان کو حکم دیا تھا۔

حضرت فاطمہ زہرا نے ام ایمن واسماء بنت عمیس اور حضرت علی کو اپنی طرف سے گواہی میں پیش کیا اور سب نے گواہی دی کہ ہماری موجودگی میں حضرت رسول خدا نے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کو ہبہ کیا تھا۔

ابوبکر نے اپنا فیصلہ لکھنے کیلئے قلم اٹھایا، عمر نے دریافت کیا کیا لکھ رہے ہو؟ ابوبکر نے کہا اب گواہوں کی سماعت کے بعد فدک ان کے حق میں بحال کرتا ہوں۔

عمر نے کہا: اگر فدک انھیں دیدو گے تو حکومت کس طرح چلاؤ گے اور مسلمانوں کو کیا دو گے؟ اس گواہی کو مسترد کردو کیونکہ فاطمہ اور علی زن وشوہر ہیں اور ام ایمن اور اسماء وعورتیں ہیں۔ مرد نہیں ہیں۔

ابوبکر نے حضرت فاطمہ زہرا کو بتادیا کہ گواہی مکمل نہیں ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا نے حلف کے ساتھ کہا کہ خدا کی قسم میرے گواہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ حق ہے۔ ابوبکر نے کہا شاید تم سچ کہتی ہو۔ مگر ایسے گواہ پیش کرو کہ جنھیں ہم قبول کرلیں۔

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا اے ابوبکر کیا تو نے میرے بابا جان کی زبانی نہیں سنا کہ "ام ایمن اور اسماء بنت عمیس بہشتی عورتیں ہیں"۔

ابوبکر نے کہا، ہاں میں نے حضور اکرم کی زبانی اس حدیث کو سنا ہے۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا: کیا بہشتی عورتیں جھوٹی اور باطل گواہی دیں گی؟

اور روتی یاد کرتی ہوئی اپنے گھر واپس آگئیں۔

اور ابو بکر سے کہا میں جب بابا جان سے ملاقات کروں گی تو تم دونوں کی اپنے بابا سے شکایت کروں گی۔ اور فاطمہؑ زہرا نے حضرت علی کو وصیت کی کہ ابو بکر اور عمر اور ان کے ماننے والے میرے جنازہ میں شریک نہ ہوں اور نماز میت میں بھی شریک نہ ہوں اور اس کے بعد پھر جب تک زندہ رہیں ابو بکر اور عمر سے بات نہیں کی۔

اور حضرت علیؑ اور بنی ہاشم نے انھیں رات کے اندھیرے میں دفن کر دیا۔

اس کے بعد مامون الرشید نے اپنا دربار برخاست کیا اور دوسرے روز پھر ایک ہزار علماء اور فقہاء کو طلب کیا اور تمام مقدمہ ان کے سامنے پیش کیا اور کہا تقویٰ الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی رائے اور نظریہ کو بیان کرو۔

ان علماء کے درمیان دو گروہ ہو گئے۔ ان میں ایک جماعت نے کہا کہ شوہر نفع میں شریک ہے اس لئے زن و شوہر مقدمہ میں شریک ہوتے ہیں لیکن فاطمہ زہرا کی قسم اور دو عورتوں کی گواہی کا اقتضار تھا کہ باغ فدک انہیں بحال کیا جاتا۔

ایک جماعت نے کہا: ہم زوجہ کے حق میں شوہر کی گواہی قبول کرتے ہیں لیکن قسم کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی کو فیصلہ کیلئے کافی نہیں سمجھتے۔ حضرت علی کی گواہی ہے اور اس کے مطابق ابو بکر کو چاہئے تھا کہ باغ فدک انہیں بحال کر دیتا۔

دونوں فرقوں کا اجماعی طور پر یہ فیصلہ ہوا کہ فاطمہ زہرا باغ فدک

اور دوسری آراضی کی بجا حقدار ہیں اور ابو بکر اور عمر نے ان پر ظلم و ستم کیا تھا۔

مامون رشید نے تمام علماء سے درخواست کی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے فضائل تو بیان کرو۔ سب نے ایک زبان ہو کر مولا علی مرتضیٰؑ کی شان میں قرآنی آیتوں اور رسول اکرمؐ کی احادیث سے آراستہ کر کے دل کھول کر قصیدہ خوانی کی اور مامون سے خوب داد وصول کی۔

اس کے بعد مامون نے کہا اب فاطمہؑ کے فضائل بھی بیان کرو تمام علماء نے اس طرح حضرت فاطمہ زہرا کی مدح و ثنا کی۔

اس کے بعد مامون نے کہا ام ایمن اور اسماء بنت عمیس کے بھی کچھ فضائل بیان کرو۔

انھوں نے دونوں کی شان میں حضرت رسولؐ خدا کی احادیث بیان کیں اور کہا کہ وہ دونوں اہل بہشت ہیں۔

اب مامون نے کہا: یہ کس طرح روا ہو گا کہ کوئی شخص کہے کہ علی زہد و ورع میں بے مثل ہیں اور وہ یہ عقیدہ بھی رکھتا اور پھر وہی شخص حضرت فاطمہ زہرا کے حق میں علی مرتضیٰ کی گواہی کو باطل قرار دے اور وہ بھی یہ اقرار کرے کہ خدا اور رسول خدا نے ان کے فضائل میں قرآنی آیتیں اور رسول نے حدیثیں بیان کی ہیں اور وہ یہ بھی اقرار کریں کہ حضرت علی علوم الٰہی کے سمندر ہیں اور وہ عقیدہ رکھتا ہو کہ وہ ہر چیز کو دیکھتے تھے اور باغ فدک کے بارے میں خدا کے حکم کو نہیں جانتے تھے۔

اور وہ شخص اس بات کو مانتا ہو کہ حضرت فاطمہ زہرا معصومہ ہیں طاہرہ ہیں صدیقہ ہیں، جنت میں جانے والی عورتوں کی سیدہ ہیں تمام

عالم کی عورتوں کی سیّدہ ہیں اور وہ کسی ایسی چیز کا مطالبہ کریں کہ جو اُن کے واسطہ نہ ہو اور وہ اس طرح تمام مسلمانوں پر ظلم کریں اور وہ اس چیز کے لیئے اس ذاتِ اقدس کی قسم یاد کریں کہ "لا الٰہ الا ھو" اور اس کے واسطہ یہ کہنا بھی روا ہو کہ ام ایمن اور اسماء بنت عمیس بہشتی عورتیں تھیں مگر سیدہ فاطمہ کے حق میں انھوں نے ناحق اور جھوٹی گواہی دیدی تھی جن لوگوں نے حضرت فاطمہ کی بات کو مسترد کیا ہے انھوں نے قرآن کی آیتوں کو مسترد کیا ہے اور اس طرح اللہ کے دین میں الحاد کیا ہے یہ خدا پناہ بخدا پناہ یہ ظلم تو روسیاہی ہے، دوزخ ہے، آگ ہے۔

اس کے بعد مامون نے بلند آواز سے کہا:-

حضرت رسول خدا کی رحلت کے بعد حضرت علی نے اعلان کیا۔ اگر کسی شخص کا حضرت رسول خدا پر کوئی قرض ہو تو وہ آئے اور اپنا قرض وصول کرے۔ لوگ حضرت علی کی خدمت میں آئے اور بغیر کسی گواہی اور ثبوت کے جس نے بھی جو مطالبہ کیا حضرت علی نے اس کو عطا کیا۔ اس کے بعد ابو بکر نے بھی مولا علی مرتضیٰ کی نقل کی اور مسجد رسول میں منبر رسول سے اسی طرح کا اعلان کر دیا۔ اور جریر بن عبداللہ آیا اور اس نے ادعا کیا اور ابو بکر نے بغیر گواہی کے اس کو جو مانگا تھا وہ دیدیا۔ جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا کہ حضرت رسول خدا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب بحرین سے مال آئے گا تو حضورؐ مجھ کو پانچسو دینار عطا فرمائیں گے اور جب بحرین سے مال آگیا تو ابو بکر نے جابر کو ڈیڑھ ہزار دینار بغیر گواہوں کے دیدیئے۔

عبدالمحمود کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حمیدی نے الجمع بین الصحیحین

میں بیان کیا ہے۔

مامون کے رسالہ کے راویوں نے کہا کہ مامون نے ان کی باتوں پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا اے کاش حضرت فاطمہ زہرا کے حق میں بھی وہی سلوک کیا جاتا کہ جو جریر بن عبداللہ انصاری کے حق میں کیا گیا تھا۔

اس کے بعد مامون رشید نے "رسالہ" تحریر کیا [۱] اور کہا کہ اس خط کو موسم حج میں عام لوگوں کے سامنے بلند آواز سے پڑھنا۔ اور حکم دیا کہ باغ فدک اور تمام متعلقہ آراضی محمد بن یحییٰ بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کو واپس دیدی جائے اور اس آراضی کی پیداوار کو حضرت فاطمہ زہرا کی سب اولاد میں تقسیم کیا جائے اور کسی وارث کی حق تلفی نہ ہو۔ [۲]

شیخ الطائفہ محمد بن الحسن طوسیؒ کہتے ہیں:-

حضرت فاطمہ زہرا سے جن لوگوں نے گواہوں کا مطالبہ کیا ہے وہ دین اسلام سے خارج ہو گئے تھے اس لئے کہ انھوں نے اللہ کی گواہی اور نص قرآن کی مخالفت کی ہے۔

کیونکہ ابو بکر اور عمر دونوں ہی اس بات کا اقرار اور اعتراف کر چکے کہ آیت تطہیر حضرت فاطمہ کی شان میں نازل ہوئی ہے گویا قرآن میں اللہ تعالیٰ اعلان کر رہا ہے کہ فاطمہ طاہرہ ہیں ہر قسم کے گناہ رجس اور عیب سے پاک ہیں۔

۱۔ رسالہ خط

۲۔ الطرائفؒ ص ۲۴۸-۲۵۱

اور ہم نے انھیں پاک بنایا ہے اور دین اسلام میں جھوٹ بولنا اور جھوٹا ادعا کرنا اور ناحق کسی چیز کا دعویٰ کرنا وغیرہ گناہ کبیرہ ہیں اور معصوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر عیب سے پاک ہیں ہر گناہ سے مبرہ اور منزہ ہیں اور معصوم کے خلاف کوئی بھی مسلمان گناہ کی ہمت نہیں لگا سکتا۔

ہاں اگر ابو بکر اور عمر یہ کہیں کہ آیت تطہیر حضرت فاطمہ کی شان میں نہیں ہے۔ تب کہہ سکتے ہیں کہ وہ حکم خدا سے آشنا نہیں تھے اس لئے جو وہ کر گئے وہ نادانستہ طور پر تھا اور حکم خدا کی معرفت نہ تھی۔

لیکن حضرت علی نے ان سے اقرار اور اعتراف کرالیا کہ آیت تطہیر حضرت فاطمہ زہرا کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اب وہ نہیں کہہ سکتے کہ حکم خدا سے ناآشنا تھے اب عدالت اسلامی ابو بکر اور عمر دونوں کے خلاف قرآن کے احکام کی مخالفت کرنے کی فرد جرم عائد کرتی ہے۔ پھر وہ دونوں حضرت رسول خدا کی اس حدیث سے بھی آگاہ تھے۔

"فاطمہ میرا ٹکڑا ہے"۔ جو فاطمہ کو اذیت پہونچائے گا۔ وہ مجھ کو اذیت دے گا اور جو فاطمہ کو آزار دے گا وہ مجھ کو آزار دے گا اور جو مجھ کو آزار اور اذیت دے گا وہ خدا کو آزار اور اذیت دے گا۔

یہ حدیث بھی حضرت فاطمہ زہرا کی عصمت کی دلیل ہے کیونکہ اگر فاطمہ معصومہ نہ ہوتیں تو ہرگز رسول خدا اس طرح نہ کہتے اور فاطمہ کو اذیت دینا خدا کو ایذا رسانی نہ ہوتی۔

اور یہاں ہر مسلمان کو اقرار اور اعتراف ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کسی بھی حالت میں ناحق کسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی۔ اور ابو بکر کو بھی اس بات

کا یقین ہے کہ فاطمہ سچی ہیں اور اس نے از خود بزبان خود اپنی من گڑہت کو رسول ؐ سے منسوب کیا ہے کہ ہم گروہ انبیاء نہ وارث ہوتے ہیں اور نہ وارث کرتے ہیں کیونکہ عمر بھی ابو بکر کی اس مجعول حدیث سے بے خبر تھے اور خدا اور رسول بھی اس حدیث سے آگاہ نہیں تھے۔ اگر خدا کو معلوم ہوتا کہ آخری رسول نے اس طرح کا بیان دے دیا ہے کہ جو اس کے قانون اور سنت کے برخلاف ہے تو جہاں میراث انبیاء کا تذکرہ کیا ہے وہ اس بیان کو حذف کر دیتا۔

یہی من گڑھت یہ اعلان بھی کرتی ہے کہ ابو بکر گرچہ پڑھنا لکھنا جانتے تھے پھر بھی وہ قرآن نہیں پڑھا کرتے تھے اور اگر وہ قرآن پڑھا کرتے تو انھیں معلوم ہوتا کہ قرآن میں میراث انبیاء کا تذکرہ ہے اور وہ آسانی سے "ہم گروہ انبیاء" کا لفظ اپنی من گڑھت سے حذف کر دیتے۔ مگر فارسی میں کہتے ہیں کہ جھوٹے کا حافظہ ساتھ نہیں دیتا ہے اور انھوں نے ہڑبڑا کر ایک دم کہدیا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیاء وارث بنتے بھی نہیں اور وارث بناتے بھی نہیں اور وہ اپنے مجعولہ پر سختی سے عمل بھی نہ کر سکے انھوں نے اپنی بیٹی کو میراث میں مکان دے دیا اور حضرت علی کو سب ترکات انبیاء دیدیئے۔

مگر نہیں دیا تو باغ فدک فاطمہ زہرا کو نہیں دیا، تری خرد پر ہنسی آتی ہے حاجی مجھکو۔

آج ایک اعتراض ہے کہ جب حضرت علی کو مسلمانوں نے اپنا خلیفہ بنا لیا تھا تو حضرت علی نے اس وقت باغ فدک پر اپنا قبضہ کیوں

نہیں کیا؟

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا، آقا جب حضرت علی کو مسلمانوں نے اپنا خلیفہ بنایا تھا تو اس وقت باغ فدک کو واپس لیا جاسکتا تھا۔

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا:-

حضرت علی نے باغ فدک کو اس لئے واپس نہیں لیا کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں مظلوم اور ظالم دونوں ہی پہونچ چکے تھے۔ مظلومہ کو اللہ تعالیٰ نے اجر و ثواب عطا فرمادیا ہے اور ظالم عذاب میں مبتلا ہے۔ اب علی اس بات کو گوارا کب کرتے کہ جس چیز کی وجہ سے ستم گاروں کو اللہ تعالیٰ عذاب دے چکا ہے اور عذاب دے رہا ہے اس کو واپس لے لیں اس پر غاصب کو سزا مل رہی ہے اور مغصوبہ کے لئے ثواب ہے۔ رضوان الہی ہے اور زعیم امر محمدؐ ہیں اور اللہ حاکم ہے اور معیاد قیامت ہے۔

ابراہیم کرخی اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق سے دریافت کیا کہ حضرت علی نے اپنی خلافت کے زمانہ میں باغ فدک پر کیوں اپنا قبضہ نہیں کر لیا؟

حضرت امام صادق نے فرمایا:-

حضرت رسول خدا کی پیروی کرتے ہوئے حضرت عقیل ابن ابی طالب حضرت رسول خدا کا گھر فروخت کر چکے تھے فتح مکہ کے روز اصحاب نے عرض کیا اے خدا کے رسولؐ آپ اپنے گھر چلیں۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے واسطہ گھر باقی چھوڑا ہے؟

ہم اہل بیت کبھی بھی اس چیز کو واپس نہیں لیتے کہ جس کو ظالم کے ساتھ ہم سے چھینا گیا ہو۔

اسی طرح حضرت علی نے اپنی خلافت کے زمانہ میں باغ فدک اور دوسری غصب شدہ آراضی وغیرہ کو واپس نہیں لیا۔

علی بن فضال اپنے والد ماجد کی زبانی اور وہ حضرت امام موسیٰ الکاظمؑ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنینؑ سے کسی نے سوال کیا، آقا آپ فدک کو واپس لے لیں۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا ہم اہل بیتؑ اپنے ان حقوق کو واپس نہیں لیتے کہ جو لوگوں نے اپنے ظلم و ستم کے ذریعہ ہم سے چھینے اور غصب کئے ہیں۔ ہمارے ان حقوق کو بس وہی (یعنی اللہ تعالیٰ) واپس کرائے گا اور ہم مومنین کے اولیاء ہیں اور ظالموں نے ان پر ظلم کر کے جو ان کے حقوق چھینے ہیں۔ ہم انھیں ضرور واپس کرائیں گے ع۱

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا کہ میں حضرت محمدؐ کی تنہا وارث ہوں تو خلیفہ نے بالکل تازہ اور انوکھی حدیث پیش کر کے میراث کے دعوے کو بھی مسترد کر دیا ع۲

ع۱ الطرائف ص ۲۵۱، ۲۵۲ طبع خیام قم۔

ع۲ آج بیسویں صدی کے مسلمانوں کو خلیفہ سے شکایت ہے اگر تمہارے زعم ناقص میں فاطمہؑ اپنے باپ کی میراث سے محروم تھیں تو پھر عائشہ کو بھی اپنے شوہر کی میراث سے محروم کرنا تھا۔ لیکن کوئی نہیں

کہتا کہ ابو بکر نے عائشہ اور حضور اکرمؐ کی دوسری آٹھ بی بیوں کو محروم کیا ہو۔

ابو بکر کا اسلام شروع سے ہی مخدوش تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ان کے دست راست عمر بن خطاب نے صاف الفاظ میں اپنے دائمی شک کا اعلان اس طرح کیا۔ آج رسولؐ کی رسالت میں مجھکو جیسا شک ہوا اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا۔

اور غدیر کے واقعہ کے بعد انھوں نے حضرت رسول خداؐ کو قتل کر ڈالنے کی سازش کی اور بجلی کی چمک سے ان کی پلاننگ کا بھانڈہ پھوٹ گیا۔

اور جب حضرت رسول خداؐ نے انھیں اسامہ بن زید کے لشکر کا سپاہی بنا کر مدینہ سے باہر بھیجنا چاہا تو یہ لوگ مدینہ سے باہر نہیں گئے۔ اور حضرت رسولؐ خدا کی لعنت اور نفرین کو اپنے واسطہ انھوں نے پسند کیا۔

اور جب حضرت رسولؐ خدا نے اپنی وصیت لکھنے کیلئے قلم اور کاغذ طلب فرمایا تو انھوں نے حضرت پیغمبرؐ خدا کے نوشتہ کو مشکوک بتانے کے لئے کہدیا کہ یہ شخص معاذ اللہ "ہذیان بک رہا ہے" اور ہدایت کے واسطہ اللہ کی کتاب کافی ہے اور وہ ہمارے پاس موجود ہے جبکہ اللہ کی کتاب کہہ رہی ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ کی اطاعت کرو۔

قرآن کہتا ہے کہ اللہ کی ہی طرح رسولؐ کی اطاعت واجب ہے اور رسول کہہ رہے ہیں کہ قلم اور کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطہ ایسا نوشتہ لکھدوں کہ جس سے تم گمراہ نہ ہو اور وہ نوشتہ تمہیں

گمراہ ہونے سے محفوظ کرلے۔

اس وقت عمر نے کہا: ہم رسول کی اطاعت نہیں کریں گے اور عمر نے رسولؐ کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ اور حضرت رسول خداؐ نے انھیں اپنے بیت الشرف سے باہر نکال دیا اور جب تک رسولؐ زندہ رہے عمر اور ابو بکر حضرت رسولؐ خدا سے دور ہی رہے اور جب آپؐ کا انتقال ہوگیا تو یہ لوگ سقیفہ میں خلافت کا بازار لگانے کیلئے چلے گئے اور رسولؐ خدا کے دفن اور نماز کے مراسم میں شرکت کرنے سے دور رہے۔

اور آئے تو خلیفہ بن کر مدینہ میں آگئے اور لوگوں سے زور زبردستی سے بیعت طلب کرتے رہے جبکہ رسول خداؐ کے زمانے حیات میں یہ لوگ حضرتؐ کی اطاعت سے خارج ہو چکے تھے تو اب ان کے اسلام اور ایمان کی حالت کیا تھی قرآن سے کہا کہ جس شخص نے رسول خدا کو اذیت اور رنج پہونچایا اس کا ایمان اور اسلام سب ختم ہو جائے گا۔

بلکہ قرآن کہتا ہے اے ایمان والو تم اللہ کے رسولؐ کو نام لے کر بھی مت پکارا کرو۔ اور رسول کی آواز سے تمہاری آواز بلند نہ ہو اور رسول اللہ اور ید اللہ کے آگے سے بھی مت نکلنا اور اگر تم نے بھول کر بھی ان ممنوعہ امور میں سے کسی ایک کا ارتکاب کر دیا۔ تو تمہارا ایمان اور اسلام اس طرح سے غائب ہو جائے گا کہ اس کا اثر تک باقی نہیں رہے گا اور تمہیں خبر بھی نہیں ہوگی؟

مسلمانوں کے مسلم الثبوت خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے باغ فدک کو حضرت فاطمہ زہراؑ کی اولاد کو واپس لوٹا دیا۔ عمر بن عبد العزیز نے ایک وکیل حضرت فاطمہ زہراؑ کی حمایت میں اور ایک ابو بکر کے دفاع میں معین کیا۔ اور دربار خلافت میں قاضی کو طلب کیا اور خود بھی اس عدالت کے رکن تھے۔ علماء نے دربار عزیزی میں اعلان کیا کہ ابو بکر نے حضرت فاطمہ زہرا کے حق کو غضب کر کے ان پر ظلم کیا اور مسلمانوں نے بھی گواہی نہ دے کر حضرت فاطمہ زہراؑ پر ظلم کیا ہم اعلان کرتے ہیں کہ باغ فدک حضرت فاطمہ کا حق تھا ہبہ کے لحاظ سے بھی اور حضرت رسول خدا کی میراث اور ترکہ کے لحاظ سے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کا حق تھا۔

عمر بن عبد العزیز نے اسی وقت باغ فدک کو اولاد فاطمہؑ کو واپس کر دیا۔

اور اس کے چند سال بعد مامون رشید نے بھی اسی طرح باغ فدک کو حضرت فاطمہ زہرا کے وارثوں کو واپس لوٹا دیا۔[1]

حضرت رسولؐ خدا کے قلم اور کاغذ طلب کرنے پر جب عمر نے کہا تھا کہ یہ آدمی ہذیان کہہ رہا ہے تو اسی وقت ان کا ایمان اور اسلام ختم ہو گیا اور یہ نص قرآنی ہے۔

اب وہ اسلام وقرآن اور مسلمان کے حاکم کس طرح ہو سکتے ہیں۔؟ مترجم

۱؎ تلخیص الشافی، ج ۳، ۱۲۷۔

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا نے اپنے دعویٰ میں اظہار فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا نے باغ فدک حضرت علی حسنینؑ ام ایمن اور اسماء بنت عمیس کی موجودگی میں مجھکو ہبہ کیا ہے۔ اور جب ابو بکر نے ان کا حق دینے سے انکار کر دیا تو حضرت فاطمہ زہرا نے اپنی میراث کا دعویٰ کیا تو ابو بکر نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیاء وارث ہوتے بھی نہیں اور بناتے بھی نہیں بلکہ ہمارا جو کچھ بھی مال دنیا سے تعلق رکھتا ہے وہ سب امت کیلئے صدقہ ہوتا ہے۔ تو حضرت فاطمہ زہرا نے ابو بکر کو قرآن کی رو سے جھوٹا اور کذاب ثابت کیا۔[1]

ابو بکر نے جب حضرت امیر المومنین اور حسنین کی گواہی کو مسترد کیا تو اس وقت حضرت فاطمہ زہرا نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور جو لوگ مسجد میں موجود تھے وہ معتقد تھے کہ حضرت فاطمہ زہرا نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ حق ہے اور سچ ہے۔[2]

جب ابو بکر نے کہا کہ حضرت رسولؐ کی میراث ان کے وارث کو نہیں دیں گے آخر نبی ہیں اور امت میں کوئی فرق تو ہو۔

حضرت رسولؐ خدا نے حکم خدا سے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا کو ہبہ کر دیا اور ابو بکر کے غصب کرنے کے وقت تک اس پر

۱؎ ابو بکر نے اپنی من گھڑت کو گواہوں کے ذریعہ ثابت نہیں کیا اور ایک گواہ بھی پیش نہیں کیا کہ حضرت رسول خدا نے فلاں کے سامنے مجھ سے یہ فرمایا ہے مترجم

۲؎ بحار ج ۸ ص ۱۱۶ طبع کمپانی۔

حضرت فاطمہ زہراؑ کا قبضہ تھا۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے ابوبکر سے فرمایا:

تو اپنے باپ کا وارث بنے اور میں اپنے بابا جانؐ کی میراث سے محروم رہوں؟

ابوبکر نے کہا: اللہ کے انبیاء وارث نہ ہوتے ہیں اور نہ ہی وارث چھوڑتے ہیں۔[1]

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے وارث ہوئے ہیں۔ حضرت یحییٰ حضرت زکریا اور آل یعقوب کے وارث ہوتے ہیں اور جتنے بھی انبیاء الٰہی گزرے ہیں سبھی وارث بنے ہیں اور سبھی نے وارث بنایا ہے۔[2]

عائشہ کہتی ہیں: حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ نے ابوبکر کے پاس کسی کو بھیج کر حضرت پیغمبرؐ کی میراث کا مطالبہ کیا اور مطالبہ میں خیبر و مدینہ اور باغ فدک وغیرہ کی آراضی اور جاگیریں تھیں۔

ابوبکر نے انھیں جواب دیا کہ رسولؐ نے جو کچھ بھی چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے رسولؐ خدا کے زمانہ میں آل محمدؐ اس مال سے کھاتے رہے اور اب خدا کی قسم میں اس مال کو نہیں چھوڑوں گا اور حضرت

ع ۱ ابوبکر کی بات پر تعجب ہے وہ کہتا ہے کہ انبیاء وارث بنتے بھی نہیں اور وارث بناتے بھی نہیں تو پھر خلیفہ کیا ہوتا۔ ابوبکر نے اپنی ہی خلافت کو باطل قرار دے دیا ہے۔

ع ۲ دلائل الصدق ج ۳ ص ۷۳

رسول خدا کا صدقہ سمجھ کر اس کو بیت المال میں شامل کروں گا اور ابوبکر نے فاطمہ زہراؑ کو ان کا حق دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور فاطمہ زہرا ابوبکر اور عمر سے ناراض رہیں اور انھوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک کلام نہیں کیا اور ہمیشہ اپنے غضب اور نفرت کا اظہار کرتی رہیں۔ حضرت رسول خدا کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں اور اپنی رحلت کے وقت اپنے شوہر کو انھوں نے وصیت کی کہ عمر ابوبکر اور ان کے ماننے والے ان کی تشیع جنازہ اور نماز جنازہ اور دفن وغیرہ کے امور میں شریک نہ ہوں۔ حضرت فاطمہؑ کے ہوتے ہوئے علی کا تھوڑا بہت احترام تھا اور جب فاطمہ نہ رہیں تو لوگوں نے علی سے ملنا اور بات کرنا تک بند کر دیا۔[1]

حضرت امام باقر علیہ السلام: فرماتے ہیں:

حضرت علی نے فاطمہ زہرا سے کہا: چلو ابوبکر سے اپنے بابا جان

ع ۱ صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۷۷۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ظلم کس نے کیا علی نے یا مدینہ میں رہنے والے مسلمانوں نے۔ اگر تمام انسان خدا کی ذات کے منکر ہو جائیں اور وہ شیطان کی پوجا کرنے لگیں تو اس سے خدا کی خدائی اور اس کے جلال و جبروت میں ذرہ بھر کمی نہیں آئے گی بلکہ جو لوگ شیطان کی پوجا کر رہے ہیں ان کی دنیا و عاقبت خراب ہوگی۔ بس یہی حال ہے میرے آقا اور مولا علی مرتضیٰ کو چھوڑنے والوں کا جن لوگوں نے علی کو چھوڑا انھوں نے خدا کو چھوڑا۔

کی میراث کا مطالبہ کرو۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے ابو بکر سے اپنی میراث کا مطالبہ کیا اور فرمایا ؛ میرے بابا جان کی مجھکو میراث دی جائے۔

ابو بکر نے کہا۔ نبیؐ میراث نہیں چھوڑتے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا ؛ کیا حضرت سلیمانؑ حضرت داودؑ کے وارث ہوئے یا نہیں ؟

یہ سن کر ابو بکر غصہ میں بھر گئے اور کہا۔ نبیؐ وارث نہیں بناتے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا : کیا حضرت زکریا نے اللہ کی بارگاہ میں دعا نہیں کی :

"اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے پاس سے ولی عطا فرمادے اور وہ میرا وارث بنے اور آل یعقوبؑ کی بھی میراث پائے۔ یہ سن کر ابو بکر چراغپا ہو گئے اور کہا کہ نبیؐ کو وارث نہیں بنانے دیں گے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وصیت کی ہے :

تمہاری اولاد کے حق میں اس طرح کہ بیٹے کو بیٹی سے دوگنا حصّہ ملے گا ؏۱

اور ابو بکر نے کہا : نبیؐ کا وارث نہیں ہوگا۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں :۔

حضرت رسولؐ خدا کی رحلت کے بعد ابو بکر نے حضرت فاطمہ زہراؑ کے باغ فدک کو غصب کر لیا تو حضرت فاطمہ زہراؑ نے دربار خلافت

؏۱ نساء ۱۱ ، مریم ۶ ، النمل ۱۶۔

میں انصاف کا مطالبہ کیا۔ ابو بکر نے کہا مجھکو یقین ہے اور میرا ایمان ہے کہ آپ نے حق کے سوائے کچھ نہیں کہا : بس تم اپنے دعوے پر گواہ پیش کردو۔

حضرت فاطمہؑ نے حضرت علیؑ و ام ایمنؑ اور اسماء بنت عمیس کو گواہی میں پیش کیا۔

علامہ مجلسی کہتے ہیں یہ عجیب بات ہے حضرت فاطمہ زہراؑ اپنی میراث کا مطالبہ کر رہی ہیں اور ان سے گواہوں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ جو لوگ ترکہ میں وارث ہوتے ہیں ان سے گواہ طلب نہیں کیے جاتے ہاں اگر کسی کا نسب معلوم نہ ہو تو پھر اس کی تصدیق کرائی جاتی ہے۔ اب نسب فاطمہؑ میں شک کرنے والے بھی کیا مسلمان رہ سکتے ہیں۔ وہ لاریب حضرت رسولؐ خدا کی تنہا وارث ہیں۔

جب انھوں نے فدک کا مطالبہ کیا کہ بابا جان نے مجھ کو ہبہ کیا ہے تو ابو بکر نے گواہوں کا مطالبہ کیا اور گواہ پیش کیے تو کہا کہ ہم ان گواہوں کی بات کو قبول نہیں کرتے۔

اور جب میراث کا مطالبہ کیا تو ابو بکر نے کہدیا کہ اللہ کے نبیؐ کو میراث چھوڑنے کا حق نہیں ہے۔ ؏۱

مفضل بن صالح کہتے ہیں : حضرت فاطمہ زہراؑ ابو بکر کے دربار

؏۱ ابو بکر خلیفہ کیا بن بیٹھے وہ تو خدائی کا دعویٰ کرنے لگے رسولؐ کو حق نہیں ہے کہ وارث ہوں اور ان کے وارث ہوں پھر ابو بکر کو یہ حق کہاں سے مل گیا کہ وہ اس طرح کا مستبدانہ حکم صادر کریں۔

میں آئیں اور اپنے حق کا مطالبہ کیا ابو بکر نے انھیں جواب دیا کہ اللہ کے انبیاء وارث نہیں چھوڑتے۔

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا: اے ابو بکر تو اللہ کی ذات اور اس کی کتاب سے انکار کر رہا ہے اور کافر ہو گیا اور اللہ کی کتاب کی تکذیب کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

"اللہ تمہیں اور تمہاری اولاد کے حق میں وصیت کرتا ہے" ۱

مالک بن اوس نفری کہتے ہیں کہ میں نے اور عائشہ اور حفصہ نے ابو بکر کی من گھڑت کی تصدیق کی تھی اور جب عثمان کو خلیفہ بنایا گیا تو عائشہ دربار میں آئیں اور مطالبہ کیا کہ ان کے بابا اور دوسرے خلیفہ عمر صاحب جو کچھ بھی انہیں دیا کرتے تھے وہ ان کے حق میں بحال کیا جائے عثمان نے کہا: میں اللہ کی کتاب اور رسول خدا کی سنت میں اس طرح کی کوئی بات نہیں پاتا اور تمہارے باپ اور عمر تمہیں جو کچھ دیا کرتے تھے وہ اپنی خوشی سے اپنی طرف سے دیا کرتے تھے اور میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔

عائشہ نے کہا تو پھر حضرت رسول خدا ص کی میراث سے مجھ کو عطا کرو!

عثمان نے جواب دیا کہ تم نے و حفصہ اور مالک بن اوس نفری نے ابو بکر کی تصدیق میں کہا تھا کہ حضرت رسول خدا ص نے بجا فرمایا ہے کہ گروہ انبیاء وارث نہیں چھوڑتے ہیں اور تم نے حضرت فاطمہ کے حق کو غصب کرا دیا اور اب آئی ہو اپنے واسطہ حضور اکرم ص کی میراث کا

---

۱ اللمعۃ البیضاء ص ۳۸۲

مطالبہ کرتی ہو اور میں تمہیں حضور ص کی میراث سے کچھ نہیں دوں گا۔

اور جب عثمان نماز پڑھاتے جایا کرتے تو عائشہ بلند آواز سے کہتیں اور قمیص کو دکھاتیں دیکھو مسلمانوں یہ عثمان جو جا رہا ہے اس پیراہن کے صاحب یعنی حضرت رسول خدا کی مخالفت کر رہا ہے اور جب اسی طرح وہ عثمان کو اذیت دیتی رہیں تو ایک روز منبر سے کہا: دیکھو وہ کم بالوں والی وہ عورت ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دشمن خدا کہا ہے اور اس کی سہیلی حفصہ اور اس کے حق میں قرآن مجید نے دشمن خدا کا لقب تجویز کیا ہے۔ اور ان دونوں کی مثال حضرت نوح اور لوط کی بی بیوں سے دی ہے ۱

عائشہ نے عثمان کو نعثل کا لقب دیا اور کہا اے دشمن خدا حضرت رسول خدا ص تجھ کو نعثل یہودی کہا کرتے تھے۔ عائشہ نے حلف اٹھا کر کہا کہ میں تجھ کو مصر میں چین سے نہیں بیٹھنے دوں گی اور مکہ کو چلی گئیں ۲

علامہ حلیؒ کہتے ہیں:

جب ابو بکر نے حضرت فاطمہ زہرا کو میراث رسول خدا ص سے محروم کر دیا۔

تو حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا اے قحافہ کے بیٹے تو اپنے باپ کی میراث پائے اور میں اپنے بابا جان کی میراث سے محروم رہوں۔

---

۱ تحریم ۱۰

۲ کشف الغمہ ج ۱ ص ۴۷۸ - ۴۷۹

ابوبکر نے ایک جعلی روایت کے ذریعہ قرآنی نصوص کو باطل کر دیا۔ جبکہ ابوبکر علم و دانش کی دنیا میں محروم تھے اس لئے انھوں نے جو روایت بیان کی ہے کہ رسولؐ کے پاس جو کچھ ہے وہ صدقہ ہے یعنی حضورؐ بیت المال سے لیا کرتے تھے اور جو بچ رہا وہ بیت المال ہے۔ اس خلیفہ کو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ حضرت رسول خداؐ اور ان کے اہل بیت پر صدقہ حرام ہے اور مجال ہے کہ رسول زادی جو حلال خدا اور حرام خدا کی ذمہ دار ہے۔ وہ کہاں اس صدقہ کا مطالبہ کر سکتی ہیں کہ جو ان پر اور ان کی اولاد پر حرام ہے۔

عمر نے اقرار کیا: مجھ سے ابوبکر نے قسم کھا کر بیان کیا اور اس نے کہا کہ وہ بالکل سچا ہے اس نے حضرت رسول خداصؐ کی زبانی سنا ہے کہ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔

"ہم گروہ انبیاء وارث ہوتے بھی نہیں اور کسی کو وارث بناتے بھی نہیں اور نبیؐ کی میراث غریبوں اور فقیروں کیلئے ہوتی ہے"[1]

---

1. مسند احمد ج ا ص ۱۳

علم حدیث کے مطابق یہ روایت جعلی اور ابوبکر کی من گھڑت ہے۔ اس روایت پر ابوبکر کے سوائے کوئی دوسرا گواہ نہیں ہے اور ابوبکر چونکہ غاصب میراث پیغمبرؐ ہے اس لئے اسکا قول حجت نہیں ہو سکتا۔ اور ابوبکر نے یہ تک بیان نہیں کیا ہے کہ جب حضرت نے یہ فرمایا تھا تو وہ کون لوگ مخاطب تھے اس روایت میں ابوبکر سے خطاب نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں خطاب صرف ان حضرات سے ہوگا کہ جو رسولؐ کے وارث ہیں ابوبکر نے بیان نہیں کیا کہ رسولؐ نے کب اور کیوں اور کس سے یہ روایت بیان کی ہے۔

ابوبکر نے کہا ہے کہ میں نے حضرت رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے "انا نحن معاشر الانبیاء"

ہم گروہ انبیاء وارث نہیں ہوتے اور وارث نہیں بناتے۔

عربی قوائد کے اعتبار سے متکلم اس وقت ضمیر مع الغیر کو اپنے واسطہ اختیار کرے گا کہ جب مخاطب افراد کثیر تعداد میں ہوں اب وہ مخاطب افراد کی کثرت بیان کریں۔ یہاں کم سے تین آدمی ہوں تو ضمیر "انا" کا استعمال صحیح ثابت ہوگا۔

عائشہ نے اقرار کیا ہے کہ اس حدیث کو صرف ان کے اباؔ میاں نے بیان کیا ہے اور اس روایت کا کوئی دوسرا راوی نہیں ملا ہے اس روایت کا ایک ایک حرف اور لفظ اعلان کر رہا ہے کہ یہ جعلی اور من گھڑت روایت ہے[1]

ہاشم الحسنی: کہتے ہیں تمام مورخین اور محدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ روایت واحد ہے اور اصحاب رسول میں کسی دوسرے صحابی نے اس کی سماعت کا ادعاء نہیں کیا ہے اور جس نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے اپنی سند میں ابوبکر کا نام لیا ہے۔

پھر یہاں یہ سوال پیش آتا ہے:

کیا حضرت رسول خدا کیلئے جائز تھا کہ وہ اپنی کتاب اور شریعت کے نص کے خلاف حکم دیں۔

---

1. عربی قواعد کے مطابق اس حدیث کے مخاطب کم از کم تین افراد ہونگے اب وہ تین کون افراد ہیں یہ خلیفہ کو بتانا ہے۔

قرآن میں میراث کے احکام بیان کیے ہیں اور رسولؐ خدا
کی روایت کے ذریعہ قرآنی احکام اور حدود سے تجاوز نہیں کیا
جاسکتا اور قرآن نے یہ حکم بھی دیدیا ہے کہ یہ اللہ کی معین کردہ
حدود ہیں اگر ان حدود سے کسی نے تجاوز کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ
کیلئے دوزخ میں ڈالا دے گا مسلمان کیا خود حضرت رسول خدا
بھی نص قرآن کی مخالفت نہیں کر سکتے۔

قرآن باپ کی میراث کے احکام بیان کرتا ہے۔ اور یہ حکم
تمام مسلمانوں کے لئے ہے اور علیؑ اور اولاد رسول کیلئے بھی
یہی حکم ہے۔ قریش کے لئے بھی یہی حکم خدا ہے اور بنی ہاشم کیلئے
بھی یہی حکم ہے عربوں کے لئے بھی یہی حکم ہے اور تمام عالم کیلئے
بھی یہی حکم ہے۔

اس غیر اسلام اور خلاف قرآن حکم کو صرف ابوبکر نے بیان کیا
اور جاری کیا ہے۔

خدا کی کتاب میں صاف بیان ہو گیا کہ مہاجر اور انصار
سب کے لئے یہی حکم ہے اور احکام شریعت میں استثنا نہیں ہے
تمام مسلمان اس حکم میں شریک ہیں۔ اگر قرآن میں کسی جگہ شرعی احکام
میں حضرت رسولؐ خدا سے خطاب ہے مگر اس حکم کا تعلق تمام مسلمانوں
سے ہے۔

اب ایسی صورت میں آنحضرتؐ پر واجب تھا کہ وہ حضرت
فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ سے بیان کرتے کہ تم وارث نہیں ہو۔ میری
میراث فقیروں کے لئے ہے۔ جبکہ حضرت علیؑ رسولؐ کے علم کے

شہر کا دروازہ ہیں یعنی رسولؐ نے جو کچھ بھی کسی سے بیان کیا ہے۔
علیؑ اس سے آگاہ ہیں۔

علیؑ وہ ہیں کہ قرآن میں اللہ نے فرمایا:
"مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ"

"اور رسولؐ نے فرمایا، میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔
علی قرآن کے ہر حکم سے آشنا ہیں۔ اور رسول کی ہر حدیث سے
آگاہ ہیں۔ کیا علی سے بڑھ کر حامل اور عامل اور عالم قرآن آج تک
پیدا ہوا ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں اصحاب موجود ہیں۔

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا: "اقضیکم علی" علی سب سے
بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اگر حضرت رسولؐ خدا کتاب خدا کی
مخالفت میں کوئی حکم صادر کرتے تو وہ حضرت علی کو ضرور بتا دیتے
کہ علی میری میراث کے بارے میں میرا یہ حکم ہے۔ اور علیؑ فاطمہ زہرا
سے کہہ دیتے کہ بنت رسول کہاں جا رہی ہو۔ تمہارے بابا جان
تمہیں محروم کر گئے ہیں۔

حضرت رسول خدا نے مسلمانوں سے بتایا اور ہمیشہ بتایا
مسجد سے بتایا اور منبر سے بتایا۔ بازار میں بتایا۔ اپنے گھر میں
بتایا اور رسیدہ کے گھر بتایا۔

"کہ میری بیٹی فاطمہ میرا ٹکڑا ہے" اس کے غضب سے خدا
غضبناک ہوتا ہے اور اس کی خوشی سے خدا کی خوشنودی
وابستہ ہے۔

اور فاطمہ زہراؑ نے بھی بار بار یہی فرمایا پروردگار گواہ رہنا

میں ابوبکر اور عمر سے غضب ناک ہوں۔

حضرت رسول خداؐ نے اپنی حدیث میں غضب فاطمہ کا تذکرہ کیا ہے، رسولؐ تو قیامت تک کے حالات سے آگاہ تھے بلکہ وہ قیامت تک رونما ہونے والے حادثات اور واقعات کو مشاہدہ کر رہے تھے وہ اپنی بیٹی کی میراث کو لٹتا ہوا دیکھ رہے تھے وہ اپنی بیٹی کا گھر جلتا ہوا دیکھ رہے تھے وہ اپنی بیٹی کا شکستہ پہلو دیکھ رہے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"فاطمة بضعة منّي يوذيني مايوذيها"

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے انھیں اذیت دی اس نے مجھکو اذیت دی۔

اب ابوبکر سے پوچھو کہ اس نے فاطمہؑ کو اذیت دی ہے کہ نہیں؟

اب یہاں دوسرا سوال یہ ہے :

کہ تبلیغ رسالت اور رسالت کی حفاظت کی ذمہ دار فاطمہؑ ہیں یا ابوبکر ؟

مسلمانوں نے جس خلافت کو بنایا تھا وہ معاویہ اور یزید کے قدموں میں جاگری اور یزید نے اسلام کو مٹایا۔ یزید کے باپ نے اسلام کو مٹایا۔ یزید کا باپ حضرت علی سے ٹکراتا ہے تو عمر کا بیٹا معاویہ کے لشکر میں ہے۔ اور حضرت علی اور رسول خدا کے فرزندوں حسن اور حسین کو قتل کر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور جنگ جمل میں ابوبکر کی بیٹی علیؑ اور رسول خدا کے فرزندوں حسن

اور حسینؑ کو قتل کر کے رسول کی نسل کو ختم کر دینے کی کوشش کرتی ہے۔

اور کربلا میں فرزند رسول کو قتل کرنے کیلئے معاویہ کے بیٹے یزید کی مدد کرنے کیلئے ابوبکر کے نواسے محمد بن اشعث اور قیس بن اشعث آگئے۔

مسلمانو! اب تو آنکھیں کھولو ! اور قرآن کے دشمنوں کو پہچان لو جن کی تم دوستی کا دم بھرتے ہو وہ اسلام کے دشمن ہیں خدا کے دشمن ہیں اور رسول خدا کے دشمن ہیں۔ کربلا میں تمہیں کوئی حسین کا مددگار نہیں ملے گا۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں اللہ حسین کے دوستوں کا دوست ہے اور حسینؑ کے دشمنوں کا دشمن ہے اور حسین کا دوست خدا کا دوست ہے۔

یزید کو امیر کہنے والے اپنے اس کمین امیر کو دیکھیں کہ اس نے کیا کیا ہے؟

اولاد رسولؐ کو شہید کیا۔ مدینہ رسولؐ اور مکہ مکرمہ خانہ خدا کا کیا کیا؟

اور اسلام اور قرآن کے ساتھ کیا کیا۔ خود کو مسلمان کہنے والے آج بھی یزید کو اپنا ہادی مانتے ہیں۔ ان کی وہی سیرت اور کردار ہے کہ جو یزید کا کردار ہے۔ وہ لوگ معاویہ کی سنت پر عمل کرتے ہیں اور یزید کو اپنا امیر مانتے ہیں قیامت میں وہ لوگ یزید ہی کے ساتھ ہوں گے۔ یزیدی یزید کے ساتھ اور حسینی

اپنے امام حسینؑ کے ساتھ ہوں گے۔

سید شرف الدین (رح) کہتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:۔

"للرجال نصیب مما ترك الوالدان والاقربون
وللنساء نصیب مما ترك الوالدان والاقربون مما
قل منه او کثر نصیبا مفروضا" ۱؎

اقرباء اور والدین جو بھی میراث چھوڑیں اس میں مردوں کا حصہ ہے۔

اور عورتوں کا حصہ ہے کہ جو کچھ والدین اور اقربا میراث سے چھوڑیں۔

اب چاہے کسی کا حصہ کم ہو یا زیادہ ہو میراث بھی کم ہو یا زیادہ ہو اور اللہ کی طرف سے یہ میراث کا حکم فرض ہے، واجب ہے۔

پھر ارشاد ہوا:۔

"یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ
الانثیین" ۲؎

"اللہ کا حکم ہے تمہاری اولاد کے بارے میں لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ دو"۔

یہ حکم عام ہے۔ اس میں رسولؐ اور امت شامل ہیں تمام افراد بشر کیلئے یہی حکم ہے۔

۱؎ النساء ۸-۱۱　　۲؎ النساء ۵/۱۱

اللہ تعالیٰ کا ایک حکم یہ ہے۔

"کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین
من قبلکم" ۱؎

تم پر ماہ رمضان کے روزے واجب کیے گئے ہیں۔

"فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدة
من ایام اخر" ۲؎

اگر تم میں کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ ماہ رمضان کے بعد دوسرے دنوں میں ماہ رمضان کے روزوں کی قضا کریگا۔

اللہ کا یہ حکم:۔

"حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر
وما اھل لغیر اللہ بہ"

حرام ہے تمہارے واسطے مردار و خون اور سور کا گوشت اور وہ جو خدا کے علاوہ کسی دوسرے کیلئے ہو یا ذبیحہ پر خدا کا نام نہ پڑھا گیا ہو۔

اس طرح کے جتنے بھی شرعی احکام ہیں ان میں آنحضرت سرور دو عالمؐ اور امت کے تمام افراد شریک ہیں۔ جو حرام ہے وہ رسول کیلئے بھی حرام ہے اور امت کیلئے بھی حرام ہے۔

اور جو چیز حلال ہے وہ رسولؐ کیلئے بھی حلال ہے اور

۱؎ بقرہ ۱۸۳۔
۲؎ بقرہ ۱۸۴

امت کیلئے بھی حلال ہے۔

جو چیز رسول کیلئے واجب اور فرض ہے وہ امت کیلئے بھی واجب اور فرض ہے۔ ہر مکلف ان احکام کا پابند ہے۔ نبی ہو یا امام ہو یا امت ہو۔ ان شرعی احکام میں کسی کیلئے استثنیٰ نہیں ہے۔

بلکہ ان آیتوں میں چونکہ خطاب رسولؐ سے ہے اسلئے وہ اپنی امت سے زیادہ عمل کرنے کیلئے اولیٰ ہیں۔ ان احکام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ خود مامور ہیں کہ عمل کریں اور دوسروں سے عمل کرائیں کیا کوئی مسلمان ہے کہ جو کہے کہ حضورؐ اپنی شریعت کے پابند نہیں تھے اگر کسی نے یہ کہہ دیا کہ تو اس کا اسلام اور ایمان رخصت ہو جائے گا۔

قرآن کا حکم ہے:۔

"واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ"

اہل ارحام میں بعض کو بعض پر برتری حاصل ہے۔ اللہ کی کتاب میں اس میں اقربا کیلئے میراث کا حکم ہے۔ اسلام نے ذوی الارحام کیلئے میراث کو معین فرمایا ہے۔ ایک مسلمان اپنے ذوی الارحام کو اپنی میراث سے محروم نہیں کر سکتا۔

پھر مسلمان کو یہ طاقت اور حق کہاں ہے کہ وہ حضرت پیغمبرؐ کے ذوی الارحام کو محروم کر سکے۔ ۱ے

۱ے ابوبکر نے حضرت پیغمبرؐ کے ذوی الارحام کو محروم کر کے اپنی قدرتہمداری کا ثبوت دیا ہے۔

حضرت زکریا اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں۔

"فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا"۔ ۱ے

اے رسول اس وقت کو یاد کرو جب زکریا نے آہستہ سے پکارا اور کہا کہ اے میرے خدا اب تو ہڈیوں میں بھی میری دم نہیں رہا اور بڑھاپا چھا رہا ہے۔ لیکن میں خود کو تیرے کرم سے محروم نہیں سمجھتا، مجھکو رہ رہ کر یہی خیال آتا ہے کہ کہیں میرے خاندان والے میری میراث کے مالک نہ ہو جائیں۔ میری بی بی بھی بانجھ ہے تو اپنے پاس سے مجھکو میرا وارث عطا فرما دے کہ جو میرا ترکہ بھی لے اور آل یعقوب کی میراث بھی پائے اور پروردگار اس کو خوشنود قرار دے۔ ۲ے

حضرت فاطمہ زہراؑ اور ان کے فرزند آئمہ اہل بیتؑ نے قرآن مجید کی ان آیتوں سے استدلال کیا ہے کہ انبیاء الٰہی وارث ہوتے رہے ہیں اور انھوں نے وارث بنایا ہے اور میراث میں مال دنیا ہی ہوا کرتا ہے علم اور نبوت میراث میں نہیں بانٹا جاتا ہے۔ نبوت اور علم نبوت موہبت الٰہی ہے وہ اللہ کی طرف سے اس کے خاص بندوں کیلئے عطا اور بخشش ہے۔

علماء امامیہ نے اعلان کیا کہ لغت اور شریعت میں "میراث"

۱ے مریم ۳-۴

۲ے آل یعقوب کی میراث ہو اور آل محمد کیلئے میراث نہ ہو۔

کے معنی یہ ہیں کہ ترکہ میں میت کے وارثوں میں ان کے درجہ اور مرتبہ کے لحاظ سے مال دنیا سے جو کچھ تقسیم کیا جائے اور حقیقت سے مجاز کو اختیار نہیں کیا جاتا۔

ہر لفظ کے حقیقی معنی ہوتے ہیں۔ یعنی جن معنی کے لئے لفظ وضع کیا جاتا ہے۔ وہی اس کے حقیقی معنی ہوتے ہیں اسی طرح کلمہ میراث میت کے اس ترکہ کیلئے واضع نے وضع کیا ہے کہ جو مال دنیا سے میت نے اپنے وارثوں کیلئے چھوڑا ہے اور وہ مال ان کے درمیان ان کے مراتب کے لحاظ سے تقسیم کیا جائے۔ اور کسی لفظ کے حقیقی معنی کو فراموش کر کے ذہن انسانی مجازی معنی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

حضرت زکریا؈ دعا کرتے ہیں :۔

"واجعلہ رب رضیًا"

یعنی اے میرے پروردگار میرا ولی کہ جو میری میراث اور آل یعقوب کی میراث پائے گا وہ تیری بارگاہ میں بھی پسند ہو وہ تجھ سے خوش اور تو اس سے خوشنود ہو اور وہ تیرے فرمان کا مطیع ہو۔

اگر میراث سے مراد نبوت کو لیا گیا تو آیت کے معنی تلف ہو جائیں گے۔

کیا کسی نے کہا ہے؛ ہمارے واسطہ نبی مبعوث کرے اور اسکو عقلمند اور پسندیدہ اخلاق کا مالک قرار دے۔ کیونکہ اگر وہ نبی ہے تو عقلمند بھی ہے اور اس کا اخلاق پسندیدہ بھی ہے۔

اور نبوت کے لیے یہی چیز خوشنودی کا سبب ہے۔

حضرت یحیی کو ڈر ہے کہ ان کے چچازاد بھائی کہیں ان کی میراث کو نہ ہتھیا لیں۔

وہ بارگاہ الہٰی میں عرض کرتے ہیں۔

"انی خفت الموالی من وراءی"

میں نہیں چاہتا کہ میرے چچیرے بھائی میری میراث ہتھیالیں۔

اور وہ اپنے فطری جذبہ سے اپنا سگا وارث چاہتے ہیں۔ اس آیت میں مال دنیا کی میراث کا ذکر ہے۔ علم اور نبوت کی میراث نہیں ہے کیونکہ نبوت اور علم نبوت کیلئے کوئی نبی معاذ اللہ اس طرح کی ناجائز دعا نہیں کرے گا کہ پروردگار میرے چچیرے بھائیوں کو نبی قرار مت دینا۔ یا فلاں کو نبی مت بنانا۔ کیونکہ نبوت خدائی عہدہ اور منصب کا نام ہے یہ مسلمانوں کی بنائی ہوئی خلافت تو نہیں ہے کہ اندھا بانٹے ریوڑی اور اپنے اپنے کو دے۔ اور وہ کہے کہ فلاں کو خلیفہ بناتا اور فلاں کو قتل کر ڈالنا[1]۔

حضرت زکریا اللہ کے نبی ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ نبوت کے لیے کیا اوصاف ہیں اور اس عہدہ کا اہل کون ہے اور جو شخص اہل نہیں ہو گا۔ اس کو خدائی عہدہ نہیں مل سکتا۔ اور نبوت کی میراث اور علم لدنی کسی نا اہل کو نہیں مل سکتا۔

نبی خدائی علم کو اپنی امت کے درمیان رائج کرتا ہے۔ اپنی امت

---

[1] عمری شوریٰ کی طرف اشارہ ہے۔

کو خدائی صفات سے آراستہ کرتا ہے اور معاشرہ کو خدائی معاشرہ اور سماج بناتا ہے۔ پھر حضرت زکریا اس امر کی طرف خوف کیوں کھائیں گے کہ جو ان کی بعثت کا مقصد ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت زکریاؑ کے چچازاد بھائیوں کو علم دیتا ہے تو اس سے حضرت زکریاؑ کے مقصد میں مدد ہوگی۔[1]

حضرت فاطمہ زہراؑ اور ان کی اولاد اطہارؑ نے ہمیشہ ہی اس آیت کریمہ سے اپنی میراث پر استدلال کیا ہے۔ انبیاء الٰہی ص اگر اولاد چھوڑتے ہیں تو وہ میراث بھی چھوڑتے ہیں۔ اگر انبیاء الٰہی

---

[1] ایک نبی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس کی میراث اس کے چچازاد بھائی لے جائیں تو پھر وہ اس بات کو کیونکر گوارا سمجھیگا کہ اس کی امت کے لوگ اس کی میراث کو ہڑپ جائیں اور اولاد روتی رہے۔ حضرت پیغمبرؐ نے جب یہ سنا کہ کسی انصاری نے اپنی زمین جائداد اور مال و دولت کو راہ خدا میں دیدیا ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تو حضرت رسول خدا ص نے فرمایا: اگر اس کے دفن سے پہلے مجھکو یہ بتا دیتے کہ اس نے اپنے بچوں کے ہوتے ہوئے اپنے مال و دولت کو راہ خدا میں دے دیا ہے تو میں اس کو ہرگز مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیتا۔ اور حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: کہ جو چیز تم دوسروں کے لئے پسند نہیں کرتے ہو۔ اس کو اپنے واسطے بھی پسند نہ کرو۔ اور جو چیز اپنے واسطے پسند کرتے ہو دوسروں کے واسطے بھی اس کو پسند کرو۔

کو دنیوی زندگی بسر کرنے کیلئے مال دنیوی کی احتیاج ہے تو وہ اپنی اولاد کیلئے مال دنیا سے میراث بھی ضرور چھوڑیں گے اور اولاد کو بھی دنیوی مال و دولت کی احتیاج ہوگی۔

آئمہ معصومینؑ نے فرمایا کہ یہاں میراث میں علم اور نبوت کی بات نہیں ہے بلکہ مال دنیا کی میراث کا بیان ہے اور آئمہ معصومین کے شیعہ اور دوست اپنے اولیاء اور آئمہؑ کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں لغت اور شریعت میں میراث کے معنی وہی ترکہ ہے کہ جو ایک میت و مردہ اپنے وارثوں کے لئے چھوڑتا ہے اور اس کا استعمال صرف مال دنیا کی میراث کے لئے ہوتا ہے۔

عترت طاہرہؑ کا میراث کے بارے میں یہ حکم اور فتویٰ ہے اور وہ حضرات اللہ کی طرف سے کتاب کا معلم مفسر اور ترجمان ہیں اور رسول خدا نے قرآن کا انھیں ساتھی قرار دیا ہے۔ قرآن اور اہل بیت میں قیامت تک جدائی نہیں ہوگی۔

آج تمام مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے حق میں ابوبکر اور عمر نے کیا ستم ڈھائے ہیں۔

ابوبکر نے فاطمہ زہراؑ سے کہا کہ انبیاء الٰہی کی میراث نہیں ہوا کرتی۔

عائشہ کہتی ہیں کہ ابوبکر نے فاطمہ کو میراث دینے سے صاف انکار کر دیا اور جو کچھ حضرت سرور عالم ص نے مال دنیا سے چھوڑا تھا بیت المال میں داخل کر لیا۔

فاطمہ زہراؑ ابوبکر پر غضبناک ہوگئیں اور وہ جبتک زندہ

رہیں انھوں نے ابوبکر و عمر سے بات تک نہیں اور ہمیشہ اپنے غضب کا اظہار کیا کرتیں۔ حضرت رسول خدا کی رحلت کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں اور جب ان کی رحلت ہوگئی تو حضرت علیؑ نے ان کی وصیت کے مطابق راتوں رات دفن کر دیا اور ابوبکر اور عمر کو نماز میت اور دفن اور تشییع جنازہ میں شرکت کرنے سے محروم رکھا[1]

---

[1] ابوبکر و عمر تو رسول اللہ ص کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے اور جن لوگوں نے ان کی میراث پائی انھوں نے فرزند رسول امام حسینؑ اور ان کے عزیز و اقارب اور دوستوں کو شہید کیا اور ان کی بے سر لاش کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کیا۔ عمر سعد صحابی عمر ہے اور یہ سعد بن وقاص کا فرزند ہے۔ سعد بن وقاص عمر کی جانشینی کا مدعی ہے۔ محمد بن اشعث اور قیس بن اشعث کربلا میں امام حسینؑ کے قتل پر مامور ہیں۔ قیس بن اشعت نے عمر سعد سے کہا تھا کہ ہرگز حسین کو ایک شب کی مہلت نہ دے۔ اور روز عاشورہ شمر لعین کی ہم آواز بن کر اس نے کہا تھا کہ حسین کی نماز قبول نہیں ہے۔ قیس اور محمد بن اشعث ابوبکر کی بیٹی ام فروا کے بیٹے ہیں۔

اور عبداللہ بن عمر نے جنگ صفین میں معاویہ کی طرف سے حضرت علی کے خلاف جنگ کی ہے اور امام حسن اور امام حسین کے خلاف یہ ملعون برد آزما ہوا ہے۔

حضرت فاطمہ زہراعؑ نے اپنے احقاق حق میں قرآنی آیتوں سے استدلال کیا ہے اور فرمایا! کیا تم نے عمدًا اللہ کی کتاب کو چھوڑا اور اسے پس پشت ڈال دیا ہے۔ جبکہ اللہ کی کتاب میں انبیاء کی میراث کا تذکرہ ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ حضرت سلیمان پیغمبرؑ نے داؤد پیغمبرؑ کی میراث پائی ہے۔ اور حضرت زکریاؑ نے دعا کی پروردگارا مجھ کو اپنی بارگاہ سے میرے واسطہ ولی عطا فرما کہ جو میری میراث پائے اور آل یعقوبؑ کا بھی وہ وارث قرار پائے اور اس کو خوش اور خوشنود قرار دے۔

قرآن مجید میں ارشادِ حق ہے!

"صاحبان ارحام میں بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہوں بیٹے کا حصّہ دو بیٹیوں کے برابر حصّہ ہے" اور اللہ کا فرمان ہے:

"تمہارا فرض ہے کہ جب کسی کی موت کا وقت قریب ہو اور اس کی میراث ہو، تو وہ اپنے والدین اور اقربا کے حق میں خیر و خوبی کی وصیت کر جائے۔ اور متقین کی جماعت کے لئے یہ برحق اور حق ہے"

رسول خدا ص مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ قلم اور کاغذ لاؤ تاکہ میں تمہارے واسطے ایک نوشتہ لکھ دوں کہ تم گمراہی سے بچ جاؤ۔ عمر رض نے کہا کہ ہمارے واسطے اللہ کی کتاب بس ہے اور اس آدمی پر بیماری کا غلبہ ہے اور ہذیان گوئی کا ارتکاب کر رہا ہے۔

آج رشدی لعین نے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت فاطمہ زہرا ؑ نے فرمایا:

"کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کسی آیت سے مخصوص کیا ہے اور اسی حکم سے اللہ تعالیٰ نے میرے باباجان ؐ اور مجھ کو خارج دیا ہے؟

کیا قرآن مجید کی خصوصیتوں اور عام احکام کو میرے باباجان ؐ اور ابنِ عم سے بڑھ کر تم سمجھنے لگے ہو؟ یا تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ دو ملتوں اور دینوں کے ماننے والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوئے۔ ؟

کی شان میں گستاخی کی تو تمام مسلمان چراغپا ہو گئے۔ اور ان کا خلیفہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین اور جسارت کر رہا ہے۔ تو مسلمان حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں ایک لفظ نہیں کہتے اور سب خاموشی سے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور اس وقت عمر رضؓ کا اپنا وہ تاریخ تباہ جملہ نہیں کہتے اور خاموشی سے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کا گھر خالی کر دیتے ہیں اور بازار سقیفہ جا گرم کرتے ہیں۔

(۱) خلیفہ نے کہا میں تو اہلِ حدیث ہوں اور حدیث کے وسیلہ سے قرآن کے ہر حکم کو منسوخ قرار دیتا ہوں۔

حضرت فاطمہ زہرا ؑ نے فرمایا: "تو پھر تیرا رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ "فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت و ازار دیا اس نے مجھ کو اذیت و آزار دیا" ؟

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا ؑ نے کس شان سے اپنی حقانیت کو ثابت کیا اور میراث انبیاء ؑ پر اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرمان کو پیش کیا۔ حضرت داؤد و سلیمان اور حضرت زکریا اور یحییٰ ؑ کی میراث کو ثابت کیا۔ اور بتایا کہ قرآن میں میراث انبیاء کا بیان ہے۔ ع۱

جو لوگ اپنی جہالت کے باوجود خود کو قرآن کا عالم کہتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں میراث کا بیان ہے وہاں علم اور نبوت کا بیان ہے اور اسی لئے وہ ختم نبوت کا عقیدہ توڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا نبی مانتے ہیں۔

وہ یہ بتائیں کہ قرآن کی آیتوں کو وہ اچھا سمجھتے ہیں یا اہلِ بیت رسول ؐ؟ وہ لوگ دیدہ و دانستہ بغیر قرینہ کے حقیقت پر مجاز کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور معنیٰ حقیقی سے چشم پوشی کر کے مجازی معنیٰ کو اختیار کرتے ہیں اور علماء لغت اور معنیٰ و بیان اس بات کو ناجائز بیان کرتے ہیں۔

اگر حقیقی معنیٰ کو چھوڑ کر مجازی معنیٰ کو اختیار کرنا جائز ہوتا تو اس کام کو ابوبکر رضؓ نے کیوں نہیں کیا اور وہ کہدیتے کہ میراث سے مراد علم اور نبوت ہے اور خود نبوت کا دعویٰ کرتے اور خلافت کی کرسی کو نہ بنلاتے۔

قرآن مجید کی یہ آیتیں کہ جو میراث اور وصیّت کے احکام بیان کرتی ہیں۔ مسلمان کی ہر فرد کے لئے حکم خدا ہیں اور تمام مسلمان ان احکام کے اجراء

ع۱ ابوبکر رضؓ نے کہا: چوں کہ اہلِ حدیث ہوں اس لئے اس حدیث کو بھی مانتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں قحافہ اور خطاب کے بیٹوں کو معاف کر دو۔

کرنے میں پابند ہیں۔ اگر وہ مسلمان ہیں تو اللہ کے ان احکام پر عمل کرنا واجب ہے، ان عمومات پر کسی طرح کی تخصیص نہیں ہے۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا کیا ان آیتوں کو اللہ تعالیٰ نے تم سے مخصوص کیا ہے اور میرے بابا جانؐ کو اور مجھ کو ان احکام سے خارج کر دیا ہے۔ اس استفہامی جملہ نے کسی بھی مخصص کے وجود کو محال اور ممتنع قرار دے دیا ہے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا:

"قرآن کے خصوص اور عموم کو کیا تم لوگ میرے بابا جانؐ اور ابن عمؑ سے بھی زیادہ سمجھتے ہو؟" اس استفہام توبیخی یعنی سرزنش آمیز سوال کے ذریعہ ہر قسم کے مخصص کے وجود سے انکار کیا ہے۔ اگر یہاں کوئی مخصص ہوتا تو حضرت رسول خداؐ اپنے وصی کو ضرور آگاہ فرماتے۔ اور اگر تمہارے زعم ناقص میں کوئی مخصص ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ حضرت رسولِ خداؐ اور انکے وصی علی مرتضیٰؑ اس مخصص سے آشنا نہیں تھے۔ اور ساٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہونے والے قرآن کو ان سے زیادہ سمجھتے تھے۔ اگر قرآن مجید کی یہ آیتیں صرف مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی ہوتیں اور رسولِ خداؐ ان احکام سے خارج ہوتے تو وہ اپنی بیٹی کو ضرور آگاہ فرماتے اور کہہ دیتے کہ بیٹی تم میری وارث نہیں ہو۔ اور میراث لینے دربار خلافت میں مت جانا اور پھر باغ فدک کو ہبہ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ جس کی گواہی ام یمین و اسما بنت عمیس اور حضرت علیؑ نے دربار خلافت میں پیش کی ہے۔ یہاں ابو بکر کو اسلامی انصاف کے تقاضے کے مطابق اپنے لاوارث حدیث پر بھی اسی طرح کی گواہی پیش کرنا تھی، جب کہ حضرت فاطمہؑ کی شان میں آیت تطہیر ہے اور ابو بکرؓ کے بارے میں " اذا جائک المنافقون " ثابت ہے۔

مسلمانوں کی صحاح بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسولِ خداؐ جیسی محبت، عزت و احترام اپنی لخت جگر فاطمہ اطہر سے کیا کرتے تھے۔ کسی بھی پدر نے اس شان سے اپنی بیٹی سے محبت اور اس کی عزت و توقیر اور احترام نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اپنے بیٹوں کو بیٹی کا فدیہ قرار دیتے ہیں اور اپنے فرزند ابراہیمؑ کو نواسوں پر فدا کر دیتے ہیں۔ خود سرور دو عالمؐ فرمایا کرتے۔ اپنی بیٹی پر یہ پدر فدا ہو جائے۔ حضرتؐ نے اپنے اوصاف اور صفات کا اپنی بیٹی کو وارث پایا اور انہیں اپنی رسالت کا جزء قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے انکی محبت کو اجر رسالت قرار دیا... اب یہ کہاں ممکن ہے کہ رسولِ خداؐ ان کو قرآن مجید کے کسی حکم سے آگاہ نہ کریں اور حکم بھی وہ کہ جس کا تعلق خود انہیں سے ہو۔ اگر فاطمہ زہراؑ اپنے بابا جان کی وارث نہ ہوتیں تو رسولِ خداؐ اپنی بیٹیؑ سے ضرور فرما دیتے کہ نور نظر تم میری وارث نہیں ہو۔ دربار خلافت میں جاکر میراث کا دعویٰ مت کرنا۔ اور علیؑ بھی ان آیتوں کی تفسیر جانتے کہ علیؑ فاطمہؑ کو بتا دینا کہ وہ میری وارث نہیں ہوں گی اور گواہی بھی مت دینا۔ اور یہ قرآنی آیتیں میرے اور تمہارے اور اہل بیتؑ کے بارے میں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ صرف مسلمانوں کے حق میں ہیں۔

اب مسلمانوں سے ایک سوال ہے کہ عالم قرآن کون ہے؟ بس کہہ دو کہ ابو بکر، یا عمر یا عثمان؟ جس کو چاہو کہہ دو۔ تو قرآن کہے گا: "جو لوگ جاننے والے ہیں اور وہ لوگ کہ جو نہیں جانتے ہیں وہ یکساں نہیں ہو سکتے۔"

قرآن کہتا ہے کہ مجاہدین کو قاعدین پر فضیلت ہے۔ مسلمان کہتا ہے کہ بیٹھنے والوں کو مجاہدین پر فضیلت ہے۔

قرآن نے کہا ہدایت کرنے والے اور ہدایت پانے والے یکساں

نہیں ہو سکتے۔

مسلمان نے کہا کہ ہدایت کرنے والے سے ہدایت پانے والا بہتر ہے۔

قرآن نے کہا عالم اور جاہل یکساں نہیں ہوں گے۔

مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو ابو جہل کو حکیم امت بنائیں گے۔

حضرت علی کون ہیں ؟

رسول ص فرماتے ہیں: میں شہر علم ہوں اور علی ع اس کا دروازہ ہیں۔

علی تم میرے بھائی ہو۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

میں اللہ کا رسول ص ہوں اور علی ع میرے وصی و وزیر خلیفہ اور جانشین ہیں۔

علی ع مجھ سے وہی منزلت رکھتے ہیں کہ جو موسیٰ سے ہارون علیہ السلام رکھتے تھے۔

میں جس کا مولیٰ ہوں علی ع بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ میں حکمت کا شہر ہوں اور علی ع اس کا دروازہ ہیں۔ علی ع اس امت کے اقضیٰ ہیں سب سے صحیح تر فیصلہ کرنے والے ہیں۔

علی ع اس امت کے لئے باب حطہ ہیں۔

علی ع سفینہ نجات ہیں۔

علی ع ان کے اسرار کے حامل اور محافظ ہیں۔

علی ع اختلاف سے امان ہیں۔

اب یہ ممکن ہے کہ رسول ص ہر چیز علی ع کو بتائیں اور یہ نہ بتائیں کہ فاطمہ میری میراث نہیں پائے گی اور اپنی ایک زوجہ کے بوڑھے باپ کو بتا دیں کہ میری اولاد کو میری میراث نہیں ملے گی۔ سبب کہ ابو بکر رض علم اور اہل علم

والوں کی جماعت کے آدمی نہیں ہیں۔ وہ حافظہ کے بھی آدمی نہیں ہیں۔ کیونکہ انھیں سورۂ برائت کی تبلیغ میں رسول خدا ص نے نااہل قرار دے کر، ان سے سورۂ برائت واپس لے لیا تھا۔ اور ان کی جگہ حضرت علی ع کو بھیجا تھا اور جب زوجہ کے بوڑھے باپ نے فریاد کی کیا اللہ کا اس بارے میں کوئی خاص حکم آیا ہے۔؟ تو حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اللہ کا حکم ہے کہ اس سورہ کی تبلیغ کے لئے خود جاؤں اور یا پھر اپنے اہل بیت سے علی ع کو بھیجوں۔ اللہ اور رسول اللہ ص ابو بکر رض کو سورۂ برائت کی تبلیغ کے لئے نااہل قرار دیتے ہیں اور مسلمان ابو بکر رض کو تمام قرآن کی تبلیغ کا اہل قرار دیتے ہیں۔ گویا مسلمانوں کا خدا اور رسول خدا سے ٹکراؤ ہے اور قرآن سے انکار ہے۔ اگر حضرت رسولِ خدا ص نے فاطمہ زہرا ع کو اور اہلِ بیت اطہار کو نہیں بتایا تھا کہ میری میراث سے وہ محروم ہیں۔ تو اپنی ازواج کو بتاتے، حضرت عائشہ ہی سے کہہ دیتے۔ بنی ہاشم سے نہیں کہا تو بنی امیہ ہی سے فرما دیتے۔ کہ تم سے بڑھ کر میری اولاد کو میری میراث سے محروم کرنے والا کون ہوگا۔ لہٰذا تم میرے خلیفہ کی مدد کرنا اور میری اولاد کو میری میراث نہ پانے دینا۔ ازواج بھی اپنی میراث کا دعویٰ کرتی ہیں اور میراث رسول ص سے پاتی ہیں اور بنی ہاشم کی جاگیریں بھی بحال رہیں۔ میراث گئی تو رسول زادی کی، محروم رہی تو فاطمہ ع شہید کی گئی تو فاطمہ ع گھر جلا تو فاطمہ ع کا، بچے قتل کئے گئے تو فاطمہ ع کے۔

اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ رسول ص نے اس شخص سے تو بیان کر دیا کہ جس کا میراث رسول سے کسی طرح کا تعلق نہیں ہے۔ اور جو وارث میراث رسول ص ہیں انھیں اس بارے میں کوئی حکم نہیں کہ تم میری میراث نہیں

پاؤ گے: لہذا کسی طرح کا میراث کا دعویٰ نہ کرنا۔

میدانِ غدیر خم میں مسلمانوں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ رسولِ خدا ص نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پہونچا دئے ہیں۔

پھر ان آیتوں سے متعلق بھی بتایا ہے کہ ان آیتوں میں میراث انبیاء نہیں ہے اور ان آیتوں سے میں اور میری اولاد خارج ہے۔

قرآن کا حکم ہے کہ رسول ص ہمارے ہر حکم کی تبلیغ کا آغاز اپنے اقربا سے کرنا۔ جو سب سے زیادہ قریبی عزیز ہیں پہلے انھیں ہمارا حکم پہونچاؤ اور اس کے بعد غیروں اور بیگانوں کو حکم دو۔

حضرت فاطمہ زہرا ع نے فرمایا:

دو ملتوں کے آدمی ایک دوسرے کی میراث نہیں پاتے ہیں۔

تم نے جو بات پیش کی ہے وہ قرآن کی مخالف ہے۔

شریعت کا حکم یہ ہے کہ دو ملتوں کے لوگ آپس میں وارث نہیں ہوں گے۔

اب تم مجھ کو میرے بابا جان کی میراث سے محروم کرتے ہو تو کیا میں اور میرے بابا جان ص ایک دین کے ماننے والے نہیں ہیں۔ کیا میں اپنے بابا جان کے دین پر نہیں ہوں؟ اب تم دین سے میرا خارج ہونا ثابت کرو۔ اب بتاؤ کہ شریعت کے ساتھ تمہارا سلوک کیا ہے؟ "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

اب خدا کی عدالت میں ہمارا مقدمہ پیش ہوگا۔ وہاں محمد ہمارے زعیم ہوں گے اور اللہ قاضی ہوگا وہاں باطل پرست گھاٹے میں رہیں گے۔ ع۱

ع۱ نص و اجتہاد ص ۱۰۳ - ۱۱۰

علامہ امینی (رہ) کہتے ہیں: اگر حضرت رسول خدا ص نے حدیث لاوارث بیان کی ہوتی تو حضرت پیغمبر ص کا فریضہ منصبی تھا کہ وہ ذوی القربیٰ اور وارثوں آل و اولاد کو اس حکم سے آگاہ فرماتے۔ تاکہ قرآنی آیت سے استدلال کرنے کا عذر ہی درپیش نہ آتا۔ اور مسلمانوں کے واسطے بھی شبہ کا محل نہ رہتا اور بضعت طاہرہ سیدہ فاطمہ ع ان کے پروانہ صفت اصحاب سے بیزار اور غضبناک نہ ہوتیں اور یہی مقدمہ آج تک انسانی عدالت میں جاری ہے خلافت رسول ص کے دو غاصبوں نے اپنے دربار مغصوب میں یہ اعلان کیا ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ یعنی پہلے خلیفہ ابوبکر رض نے باغ فدک کو حضرت سیدہ فاطمہ زہرا ع کے قبضہ سے نکال کر غصب کیا ہے اور وہ ہیں عمر بن عبدالعزیز اموی اور مامون الرشید عباسی مسلمانوں کے یہ دونوں مسلم الثبوت خلیفے اپنے ضمیر اور وجدان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے باغ فدک کو اولاد فاطمہ ع کے حق میں واگزار کر دیتے ہیں۔ عدالت انسانی میں بھی حضرت فاطمہ زہرا ع کے حقوق کے غاصبین کو محکوم کیا جاتا ہے۔

کیا حضرت رسول خدا ع نے مسلمانوں کو آئندہ رونما ہونے والے فتنوں اور بدعتوں سے آگاہ نہیں کیا تھا؟ حضرت رسول خدا ص نے قیامت تک واقع ہونے والے واقعیات اور حادثات بیان کر دئے ہیں۔

حضرت رسول خدا کی یہ حدیث:

"میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں" یہ اعلان کرتی ہے کہ حضرت رسولِ خدا ص کی ذات سے متعلق تمہارا جو بھی دعویٰ ہو اس کی تصدیق حضرت علی امیر المومنین صدیق اکبر ع سے ضرور کرا لینا اور حضرت علی ع نے اگر کسی کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کی تو وہ کذاب اکبر ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا ع کی حضرت علی ع نے تصدیق کی ہے اور ابوبکر نے حضرت علی، صدیق اکبر ع کی گواہی کو مسترد کر کے اعلان کیا کہ میں خود ساختہ صدیقِ اکبر ہوں اور اب مجھ کو کسی سے تصدیق کرانے کی کیا ضرورت ہے؟ قرآن اور سنت رسول اللہ ص بھی اس لاوارث روایت کی تکذیب کرتے ہیں۔

حضرت علی ع اور حضرت فاطمہ زہرا ع بھی اس جعلی اور جھوٹی حدیث کی تکذیب کرتے ہیں اور مسلمانوں کے اپنے ہاتھوں بنائے ساختہ اور پرداختہ دو خلیفے بھی اس جعلی اور ساختہ و پرداختہ لاوارث روایت کی تکذیب کرتے ہیں۔ عدالت انسانی کے دو بڑے اعلیٰ درجے کے منصف مزاج جج صاحبان بھی ابوبکر کو غاصب قرار دیتے ہیں ع۱

حضرت رسولِ خدا ص باغ فدک کو اگر حضرت سیدہ فاطمہ زہرا ع کے نام ہبہ نہ کئے ہوتے تو حضرت فاطمہ زہرا ع اس کا دعویٰ نہ کرتیں اور علی ع بھی ان کی گواہی نہ دیتے۔

پھر ابوبکر نے ایک انوکھی روایت گڑھ کر بیان کی ہے۔ اس میں انبیاء ہی کو شامل کر لیا تو اب انھیں اپنے دعوے کے اثبات میں دوچار پیغمبروں کا اللہ کی کتاب سے حوالہ ضرور دینا تھا کہ فلاں نبی وارث نہیں ہوئے۔

ع۱ جسٹس سلطان حسن مرزا کراچی اور چیف جسٹس آف انڈیا پنڈت ویاس دیو مصرا صاحب بھی اپنے فیصلہ میں لکھتے ہیں کہ ابو بکر نے ستم آمیز فیصلہ دے کر انصاف کے سفید چہرہ پر دھبہ لگا دیا ہے وہ کہتے کہ ابوبکر جب حاکم بن گئے تو قاضی کسی ایسے شخص کو قرار دیتے کہ جو اسلام کے مطابق فیصلہ کرتا۔

اور انھوں نے وارث نہیں بنایا ہے۔ اپنے ثبوت میں قرآنی سورے اور آیتیں پیش کرتے۔ ان کے ماننے والے بڑا فخر کرتے ہیں کہ وہ حافظ قرآن بناتے ہیں۔ اس قدر حافظوں کی بھرمار کے باوجود بھی قرآنی آیتیں ثبوت میں پیش نہیں کر سکتے اور جب تک ثبوت فراہم نہیں کیا جاتا عرض مدعا باطل رہے گا۔ ابوبکر کو صدیق کے غصبی لقب سے نوازنے والے پہلے لاوارث روایت کی صداقت کو ثابت کریں۔ اگر اس روایت کو سچا ثابت کر دیا تو سچے ہیں ورنہ کذاب اکبر ہیں اگر ابوبکر ثبوت فراہم نہ کر سکے تو انھیں صدیق کہنے والے ثبوت فراہم کریں۔ اور اب بیان بھی نہیں بدل سکتے۔ اب یہ کہنے کا حق نہیں کہ بس آخری نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وارث نہ بنائے۔

روایت تو وہی ہے " ہم گروہ انبیاء وارث نہیں بنتے اور وارث نہیں بناتے۔"

ہاں وہ اپنے قرآن سے اس آیت کو نکال دیں " وورث سلیمان داؤد " ع۱ " فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ " ع۲

میراث وہ چیز ہوتی ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق مرنے والے کا ترکہ اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور جو لوگ علم اور نبوت کو میراث انبیاء قرار دیتے ہیں وہ خلاف حقیقت ایسا حکم کرتے ہیں۔ کیوں کہ علم اور نبوت کو میراث میں نہیں دیا جاتا۔ نبوت تو لطف خدا ہے۔ وہ جس کو چاہے اپنا عہدہ عطاء فرمائے۔

ع۱ نمل: ۱۴ ع۲ مریم: ۴

بس اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کو اپنی رسالت کہاں قرار دینا ہے۔

نبوت و رسالت خلیفہ کی عدالت اور خلافت سے مربوط نہیں ہیں۔ نبی کی دعا سے نبوت کا تعلق نہیں ہے۔ نبی دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سب بیٹوں کو نبی بنا دے۔ اگر نبیؑ کو یہ اختیار ہو کہ وہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ قیامت تلک اس کی اولاد میں نبیؑ قرار دے۔ تو کیا نبی کی دعا سے نبی بن سکتا ہے۔ قرآن نے کہا نبیؑ اپنی دعا سے نبی کیا بنائے گا وہ تو اپنے بیٹے کو غرق ہونے سے بھی نہیں بچا سکتا۔

ہاں حضرت سلیمان پیغمبرؑ اپنے پدر داؤد پیغمبرؑ کے مال اور پادشاہت کے وارث ہوئے اور جتنے بھی اللہ کے انبیاء گزرے ہیں وہ سب وارث ہوتے رہے ہیں اور وارث چھوڑتے رہے ہیں۔ قرآن نے دو پیغمبر پدر اور دو پیغمبر فرزند کا ذکر کر دیا اور بتا دیا کہ یہ ہمارا حکم عام ہے اور ہر نبی اس حکم میں شامل ہے وہ وارث ہوتے بھی ہیں اور وارث بناتے بھی ہیں۔

اب اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ یہ حکم صرف حضرت پیغمبر اسلامؐ کی ذات اقدس سے وابستہ ہے۔ تو پھر ضروری ہو گا کہ حکم عام میں تخصیص ہو۔

" اللہ تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ ہے" " صاحبان ارحام میں بعض کا مرتبہ بعض سے بلند ہے" " ترکہ میں والدین کے حق میں خیر و خوبی کی وصیت کر جاؤ اور اقرباء میں قریبی عزیزوں کے حق میں خیر و خوبی کی وصیت کرو۔"

اور خبر واحد سے نصوص قرآنی کے خلاف حکم نہیں کیا جا سکتا اور قرآن کی مخالفت میں اگر کوئی روایت ہو تو اس کا حشر ردی کی ٹوکری ہے۔

مسلمانوں کے لئے قرآن ہے۔ عمر حدیث رسول کو چھوڑ کر قرآن کو اپناتے ہیں۔ اور ابوبکر قرآن کو چھوڑ کر حدیث کو اپناتے ہیں۔

ابوبکر نے خلافت لے لی۔ باغ فدک کو غصب کر لیا۔ پھر اب اور کیا چاہیئے؟

عمر نے سیدہ فاطمہؑ کے گھر میں آگ کیوں لگائی۔ ان کو زدوکوب کیوں کیا۔ اب حکومت کو کیا چاہیئے تھا۔

بقول ابوبکر کے رسول خداؐ نے فرمایا تھا کہ اپنے رسول کی بیٹی کو میراث نہ دینا کیا رسول اسلامؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ فاطمہؑ کو زدوکوب کرنا۔ اس کے پہلو کو شکستہ کرنا۔ بچہ کو شکم میں شہید کرنا۔ پھر یہ سب کیوں کیا؟ اور رسولؐ کے فرزند کو شہید کیوں کیا؟ اور اس کے جنازے پر تیر کیوں برسائے۔ کیا رسول خداؐ نے حکم دیا تھا؟

کسی غیر نے نہیں امام حسنؑ کے نانا جان کی زوجہ عائشہ نے امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر برسانے کا مروان کو حکم دیا تھا۔ اور امام حسینؑ کو شہید کرنے میں ابوبکر کے دونواسے قیس اور محمد بن اشعث شریک ہیں۔ کیا یہ بھی رسول خداؐ نے حکم دیا تھا کہ میری آل اولاد کو قتل کر دینا اور میری نسل کو مٹا دینا۔ پھر یہ سب کیوں؟ تم نے فدک لے لیا خلافت لے لی اب کیا چاہیئے۔ اب اولاد رسولؐ کو کیوں مٹا رہے ہو۔

اے حاسدین خدا کے قہر سے ڈرو تم خود مٹ جاؤ گے اولاد فاطمہؑ قیامت تک باقی رہے گی۔

اگر ابوبکر سے رسول خداؐ نے فرما ہی دیا تھا کہ تم فاطمہؑ کو میراث نہ دینا تو پھر ابوبکر نے اپنے ہاتھ سے کیوں لکھا تھا کہ فاطمہؑ کو باغ فدک واپس

کر دیا جائے؟ عمر نے دریافت کیا کہ یہ کیا لکھا ہے تو کہا یہی کہ فاطمہؑ کو ان کے بابا جانؐ کی میراث دے دی جائے؟ عمر نے کہا: تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ پھر مسلمانوں کو اپنی خلافت پر کس طرح راضی کرو گے؟ اور پھر تم سے اختلاف کریں گے اور لڑائی کریں گے۔ عمر نے ابوبکر کے نوشتہ کو لیا اور پھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ ع[1]

جب عمر بن خطاب خلیفہ بن گئے تو باغ فدک کو حضرت رسول خداؐ کے وارثوں کو واپس لوٹا دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ باغ حضرت رسول خداؐ نے فاطمہؑ کو ہبہ کیا ہے۔ عباس نے کہا کہ نہیں یہ رسولِ خداؐ کی میراث ہے۔ عمر نے کہا میں کہاں تمہارے حق میں کچھ کہہ سکتا ہوں۔ تم خود ہی اپنی شان کو جانتے ہو، اور میں یہ باغ تم دونوں کو واپس کرتا ہوں۔ ع[2]

ع[1] سبط ابن الجوزی سیرۃ الحلبیہ ج ۳ ص ۳۹۱۔

ع[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب فرض الخمس،
ص: ۵-۱۰- صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الفیٔ،
الاموال لابی عبید ص ۱۱۔
ذکر حدیث البخاری وبترہ
سنن البیہقی ج ۶: ۲۹۹ - معجم البلدان ج ۶ ؛ص ۳۴۳
تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۵۔
تاریخ ابن کثیر ج ۵: ص ۲۸۸۔
تاریخ العروس ج ۷: ص ۱۶۶۔

عثمان بن عفان کی خلافت کے دور میں ان کا پیارا بھتیجہ مروان بن الحکم باغ فدک کا مالک ہو گیا۔ ع[1] اور مروان عثمان بن عفان کے حکم سے باغ فدک کا مالک بنا اور اس کا اجر و ثواب بھی خلیفہ ابوبکر کے نام ہی گیا۔

جب معاویہ بن ابوسفیان مسلمانوں کا خلیفہ بنا تو اس نے باغ فدک کے تین حصے کئے ایک حصہ مروان بن حکم کو دیا۔ ایک حصہ عمرو بن عثمان کے پاس رہا اور ایک حصہ یزید بن معاویہ لعین کے پاس رہا اور اس کا اجر و ثواب بھی ابوبکر کے نامۂ اعمال میں درج ہوا۔

اور جب مروان بن الحکم خلیفہ بن گیا تو اس نے باغ فدک اپنے بیٹے عبدالعزیز کو ہبہ کر دیا اور عبدالعزیز نے اپنے فرزند عمر بن عبدالعزیز کے نام ہبہ کیا۔

جب عمر بن عبدالعزیز مسلمانوں کا خلیفہ بن گئے تو انھوں نے اپنے دربار میں ایک خطبہ پڑھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو باغ فدک عطا فرمایا ہے اور اس کے حصول میں مسلمانوں کو لشکر کشی اور جنگ کرنا نہیں پڑی ہے۔ اس لئے اس میں بیت المال کا کچھ بھی نہیں ہے اور حضرت فاطمہ زہراؑ کے قبضہ سے نکال کر اس کو ابوبکر نے غصب کیا تھا۔ اور حضرت فاطمہ زہراؑ نے اس کے حاصل کرنے کے لئے کوشش بھی کی تھی اور ابوبکر نے واپس نہ کرنے کی قسم کھائی تھی۔ چنانچہ اس نے فاطمہ زہراؑ کے دعویٰ کو مسترد کیا۔ اور معاویہ خلیفہ بن گیا اور مروان بن الحکم کو اس نے ہبہ کر دیا اور مروان نے میرے والد اور عبدالملک کو ہبہ کیا اور اب اس باغ کے مالک ولید و سلیمان اور میں ہوں۔ جب ولید خلیفہ بنا تو میں نے اس کے حصہ

ع[1] البیہقی ج ۶ ۔ ص ۳۰۱۔

کا مطالبہ کیا تو اس نے اپنا حصہ مجھ کو ہبہ کر دیا اور میں نے سلیمان سے بھی اس کا حصہ حاصل کر لیا اور اب میں تمام باغ کا مالک ہوں اور مجھ کو یہ باغ اپنے تمام مال و دولت سے بڑھ کر پیارا ہے۔ اب تم سب گواہ رہنا میں اس باغ کو اس کے اصلی مالکوں کو واپس لوٹا رہا ہوں۔

باغ فدک حضرت فاطمہ کی اولاد کے قبضہ میں چلا گیا اور عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے زمانہ میں باغ فدک پر اولاد فاطمہ ع کا قبضہ رہا اور جب یزید بن عبدالملک خلیفہ بنا تو پھر باغ فدک کو غصب کر لیا اور پھر وہ بنی مروان کے قبضہ میں چلا گیا۔

جب ابوالعباس سفاح خلیفہ بنا تو باغ فدک کو اس نے عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی امیرالمومنین ع کو واپس لوٹا دیا اور جب ابوجعفر منصور خلیفہ بنا تو اس نے اولاد حسن ع سے پھر باغ فدک کو غصب کر لیا اور جب مہدی بن المنصور خلیفہ بنا تو اس نے حضرت فاطمہ ع کے فرزندوں کو واپس کر دیا۔ پھر موسیٰ بن مہدی نے اولاد فاطمہ ع سے اس باغ کو چھین لیا۔

اور جب مامون الرشید مسلمانوں کا خلیفہ بنا تو اس نے حضرت فاطمہ زہرا ع کے فرزندوں کو باغ فدک واپس لوٹا دیا۔ مامون رشید نے اپنی خلافت کے دور میں حاکم مدینہ قثم بن جعفر کو یہ فرمان بھیجا! یہ جان لو! امیرالمومنین کا اللہ کے دین سے ایک ارتباط ہے اور وہ رسولِ خدا ص کا خلیفہ ہے اور آنحضرت ص کا عزیز ہے جو لوگ حضرت رسولِ خدا ص کی سنت کے طرفدار اور حامی ہیں میں ان سب سے اولیٰ ہوں اور آنحضرت ص کے فرمان پر عمل کرنے اور کرانے کا میں حقدار ہوں۔ بے شک حضرت رسولِ

خدا ص نے باغ فدک اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا ع کو ہبہ کیا تھا اور ہر خاص و عام اس حقیقت سے آشنا ہے اور آلِ رسولِ خدا ص میں کسی نے اس بارے میں اختلاف نہیں کیا اور امیرالمومنین کا یہ حکم ہے کہ باغ فدک کو فوراً حضرت فاطمہ زہرا ع کے وارثوں کو واپس لوٹا دیا جائے اور اللہ کے تقرب کے حصول کے تئیں فوراً اس باغ کو آنحضرت ص کی اولاد کو واپس کر دو تاکہ عدالت کی آبرو باقی رہے۔ اور حق حقداروں کو مل جائے اور حکم رسول ص پر عمل کر کے آنحضرت ص کی خوشنودی حاصل ہو جائے اور حکومت کے تمام دفتروں اور دیوانوں میں اس امر کا اندراج ہو جائے اور وارثوں کو آگاہ کر دو کہ اپنے باغ پر دخل لے لیں۔ اور موسم حج میں برابر یہ اعلان ہوتا ہے کہ اگر حضرت رسولِ خدا ص کی طرف کسی کا کچھ حق ہو تو وہ دربار میں آئے اور اپنے حق کو حاصل کرے۔ جو شخص بھی اس طرح کا ادعا کرے تم اس کی بات کو قبول کرو اور اس پر عمل کرو اور یاد رکھو کہ حضرت فاطمہ زہرا ع سب سے زیادہ اولیٰ ہیں کہ ان کے دعویٰ کی صداقت کی تصدیق کرو۔ اس میں کسی طرح کا کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت رسولِ خدا ص نے فاطمہ زہرا ع کے نام باغ فدک ہبہ کیا تھا۔

مامون رشید نے یہ فرمان اپنے غلام مبارک الطبری کو دے کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ کیا۔ اور اس کو حکم دیا کہ اس فرمان پر اپنی موجودگی میں عمل کراؤ اور مجھ کو فوراً مطلع کرو۔ اور باغ فدک کی حدود بھی دیوان میں درج ہوں اور باغ میں جو کچھ بھی ہے وہ محمد بن یحییٰ بن الحسین بن زید علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ع کو دیدو۔ اور محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کو امیرالمومنین کی طرف

سے متولی قرار دو کہ وہ دونوں مل کر باغ فدک کو حضرت فاطمہؑ کی اولادؑ میں تقسیم کر دیں اور ہر ایک کو اس کا حق دیا جائے۔ ع۱

مامون رشید نے یہ فرمان چہارشنبہ کے روز دوسری ذی قعدہ ۲۱۰ھ کو لکھا۔

علامہ مظفر (رہ) کہتے ہیں: حضرت سیدہ نساء عالمین فاطمہ زہراؑ کے خلاف تین مقدمے تھے۔ تیسرا مقدمہ خیبر کی جاگیر میں خمس سے متعلق تھا۔ حضرت رسول خداصؐ کی حیات مبارکہ میں ان جاگیروں پر حضرت فاطمہ زہراؑ کا قبضہ تھا۔ خیبر کے خمس میں حضرت فاطمہ زہراؑ کے دو حق تھے۔ ایک حق اس لحاظ سے تھا کہ وہ حضرت رسولؐ کے ساتھ شریک ہیں اور دوسرا حق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہونے کے لحاظ سے تھا۔ اور ابوبکر نے خیبر کا خمس بھی کل کا کل ضبط کر لیا۔ اور دونوں حقوں سے انکار کر دیا۔

حضرت فاطمہ زہراؑ کا ایک مقدمہ مال غنیمت میں خمس کا تھا۔ ابوبکر نے جس طرح خیبر کا خمس ضبط کیا اسی طرح مال غنیمت سے بھی خمس کا انکار کر دیا اور اعلان کر دیا کہ میں کیا میرا ماننے والا بھی اب خمس ادا نہیں کرے گا اور آج جہاں بھی ابوبکر کے ماننے والے ہیں وہ خمس ادا نہیں کرتے۔

ع۱ فتوح البلدان ص: ۳۹-۴۱۔ تاریخ یعقوبی ج ۳ ص ۴۸ عقد الفرید ج ۲: ۳۲۳۔ معجم البلدان ج ۶: ۳۴۴۔ تاریخ ابن کثیر ج ۹: ۲۰۰۔ شرح بن ابی الحدید ج ۴: ۱۰۳۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۵۴۔ جمہرۃ رسائل العرب ج ۳ ص ۵۱۰ اعلام النساء ۳ ص ۱۲۱۱۔

وہ قرآن پڑھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں مگر خمس ادا نہیں کرتے۔

علامہ مظفر کہتے ہیں: ابوبکر نے فدک کو لے لیا اور عمر نے اس کو واپس کر دیا۔ ع۱

ع۱ تاریخ خلفاء، ابی داؤد اپنی سنن میں باب صفایا کتاب "الخراج" از ابوطفیس سے بیان کرتے ہیں۔

" باقر مقدسی : کہتے ہیں کہ فدک کے مقدمہ میں حضرت فاطمہ زہراؑ کے متعدد اہداف اور مقاصد تھے "۔

حضرت فاطمہ زہراؑ چاہتی تھیں کہ ان کا غصب شدہ باغ انھیں واپس مل جائے اور جس کا حق غصب کیا جاتا ہے اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا حق اس کو مل جائے اور وہ اپنے احقاق حق میں شرعی دلیلیں قائم کرتا ہے۔

حکومتی ٹولے نے بنی ہاشم کی ہر لحاظ سے زندگی اور معیشت تباہ کر دی تھی سیاسی اور اقتصادی زندگی میں ان کے تمام حقوق غصب کر لئے تھے اور معاشرہ میں ہر طریقہ سے انھیں بے توقیر کیا جا رہا ہے۔

یہ عمر بن خطاب ہیں اور عبداللہ بن عباس سے کہتے ہیں ! کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری قوم یعنی قریش نے حضرت رسول خداؐ کے بعد تمہیں امر خلافت سے کیوں محروم کیا ؟ قریش اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ نبوت اور خلافت ایک جگہ جمع ہوں۔

اگر خلافت اور نبوت ایک جگہ جمع ہو جائے تو تم لوگ اپنی قوم کو زندہ نہیں رہنے دیتے اور ہر جگہ فخر و مباہات کیا کرتے۔ اس لئے قریش نے یہ طے کر لیا کہ خلافت بس انھیں کا حق رہے اور بنی ہاشم میں خلافت نہ جائے ع۱ ہم کامیاب ہو گئے۔

ع۱ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ ۱۲/۵۳ اور طبری اپنی تاریخ ۵/۳۱ میں اس بات کو بیان کرتے ہیں۔

" قریش نے یہ کب چاہا تھا کہ نبوت بنی ہاشم میں رہے وہ یہ کب چاہتے تھے

خلافت کو اس لئے دور کیا کہ بنی ہاشم دوسرے لوگوں کا جینا حرام کر دیں گے۔ کیوں کہ قریش اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ نبوت اور خلافت بنی ہاشم میں جمع ہو جائیں۔ اور وہ فخر و مباہات کے ذریعہ قریش کی زندگی مشکل کر دیں گے۔

پھر بنی ہاشم کی دولت اور زمین جائداد کے بارے میں عمر بن خطاب کا کیا نظریہ ہے ؟ بنی ہاشم کے دیرینہ دشمن یعنی ابو سفیان کا یہ نظریہ ہے کہ بنی ہاشم روٹی روٹی کے لئے محتاج ہوں اور محمدؐ کی حمایت کرنے کی جرأت نہ پائیں۔ اس کے لئے ابو سفیان نے اپنے پرانے خدمت گزاروں کی خدمات حاصل

کہ کلمۂ توحید عربستان میں بلند ہو۔ قریش کے سردار ابوسفیان ہیں۔ یہ بھی اسلام کے ایک سلسلہ کے پیغمبر ہیں۔ انھوں نے اسلام محمدیؐ کے مقابلہ میں اپنا اسلام بنایا۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ بنی ہاشم کو زندہ نہ رہنے دو۔ انھیں روٹی کپڑے کا محتاج بنا دو۔ عمر بن خطاب ابوسفیان کے ٹکڑوں پر پلے ہیں۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان کے خدمت گزار رہے ہیں اور اب وہ خود وہی کریں گے کہ جو ان کا آقا انہیں حکم دے گا۔ وہ سقیفہ میں پہونچ گئے اور ابو بکر سے کہا اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ انھوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور عمر بن خطاب نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور سقیفہ میں دو چار آدمیوں نے بھی ان کی بیعت کر لی اور مسجد نبویؐ میں بیٹھ گئے اور نمازیوں سے بیعت لینے لگے۔ اس طرح قریش نے خلافت کو بنی ہاشم سے دور کر دیا اور ابوسفیان کی نسل کے مسلمان اسی سلسلہ کو مانتے ہیں۔

کیں۔ اور ابوبکر نے اپنے آقا ابوسفیان کے حکم سے باغ فدک خیبر کی جاگیریں اور خمس سے بنی ہاشم کو محروم کر دیا اور مالِ غنیمت سے خمس نکالنا اور ادا کرنا قدغن ہو گیا۔ دوسرے مسلمانوں کو بیت المال سے ان کا حق اور حصہ مل جاتا ہے اور بنی ہاشم اور اہلِ بیت ع بیت المال سے نہیں لے سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول کے خاندان والوں پر بیت المال اسی لئے حرام قرار دیا ہے کہ مسلمانوں کی امارت اور بیت المال ان کے اختیار میں ہے اس لئے مسلمانوں کے بیت المال میں خیانت کا شائبہ تک نہ ہو۔

خدا کی بارگاہ میں بیت المال سے کھانے والے مسلمانوں کی امارت اور خلافت کے لئے اہل نہیں ہیں۔

حضرت علی ع مشیت الٰہی کے سلطان ہیں وہ کہاں اپنے ذاتی فائدہ کے لئے کسی طرح کا اقدام کریں گے۔ علی ع اپنے خاندان والوں کے فرماں روا ہیں۔ جب ان کے آقا خاموش تو بنی ہاشم بھی خاموش رہے۔

حضرت فاطمہ زہرا ع نے اپنے اور بنی ہاشم کے احقاق حق کے لئے قیام کیا اور دربار خلافت کو لرزہ میں ڈال دیا۔ ایوان حکومت کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ ارباب اقتدار کو زبوں و سرنگوں کر دیا۔ اسی طرح کہ جس طرح ان کے شوہر نامدار نے اصنام قریش لات و ھُبل اور عزیٰ کو سرنگوں کر کے چکنا چور کیا تھا۔ قریش کو اپنے صنادید کی خدائی کا غم تھا۔ بنی ہاشم کے سردار نے ان کے خداؤں کو بے آبرو کر کے اللہ کے گھر سے باہر کیا تھا۔

حضرت فاطمہ زہرا ع اپنے خاندان کی مدد کرتی ہیں۔ یہ قریش اسی وجہ سے بنی ہاشم کو بے آبرو کرنا چاہتے ہیں کہ بنی ہاشم کے چشم و چراغ

محمد بن عبداللہ ص نے اسلام کو پھیلا کر ان کی بت پرستی کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن اس قسم کے قریشی مسلمان حضرت رسول خدا ص ہی کا احترام کب کرتے تھے۔ جو کہ اب قرابت رسول ص کا پاس و لحاظ کریں گے۔ انھوں نے رسول زادی ع کا احترام نہیں کیا۔

فتح مکّہ کے بعد ابوسفیانی ساخت کے ہزاروں مسلمان مدینہ میں آکر آباد ہو گئے تھے اور ان کی وہی طاقت کہ جو بدر و احد، خندق اور حنین میں شکست کھا کر مکہ واپس ہو گئی تھی اب اسلامی لباس اور اسلحہ سے آراستہ ہو کر مدینہ میں وارد ہو چکی ہے۔

حضرت رسول خدا ص جیش اسامہ کو کفار کے مقابلہ کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو مسلمان اس لشکر میں شامل ہو کر نہیں جائے گا اور جانے سے انکار کرے گا۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو گی۔ تاریخ کہتی ہے کہ وہ لشکر کفار کے مقابلہ کے لئے نہیں گیا۔ اور مسلمان نے لعنتی ہونا گوارا سمجھا اور حضرت رسول خدا ص کی رحلت کے بعد اس لشکر اسلام نے اسلام کا رخ بدل دیا اور اسلام محمدی کو ابوسفیانی رنگ میں ڈھال دیا۔ محمدی ص سلسلہ کے اماموں نے اپنے جد بزرگوار ص کے اسلام کو ابوسفیانی ساخت کے اسلام سے الگ رکھا اور اس راہ میں بڑی بڑی قربانیاں دینا پڑی ہیں۔

حکومت نے حضرت فاطمہ زہرا ع کے حق سے انکار کر کے تمام بنی ہاشم کے حق کو پامال کر دیا تھا۔ فاطمہ زہرا ع اپنے خاندان والوں کے حقوق کی حفاظت نہ کر سکیں اور ان کے خاندان والے فاطمہ ع کے حق کی حفاظت نہ کر سکے۔

فدک کی حیثیت وہی تھی کہ جو حضرت رسول خدا ص کے لئے حضرت خدیجہ کی دولت کی تھی۔ وہی دولت خدیجہ تھی کہ جس نے کلمۂ توحید اور

پرچم اسلام کی بلندی میں روح اسلام کا کام کیا ہے۔

اسی طرح باغ فدک کے بغیر مسلمانوں کی خلافت کہاں چلتی۔ اس وقت فدک کی سالانہ آمدنی ستر ہزار دینار تھی اور ارباب اقتدار کی اس پر نظریں گڑھی تھیں۔

حضرت علیؑ نے باغ فدک کی حدود اربعہ اس طرح بیان کی ہیں!

ایک حد باغ فدک کی کوہ احد ہے، دوسری حد مصر کی بلند سرزمین ہے، تیسری حد سیف البحر ہے اور چوتھی حد دومۃ الجندل ہے ع۱ اسوقت اسلامی ملک کی یہی حدود تھیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم باغ فدک کی حدود بیان کرتے ہیں۔ ہارون رشید نے کہا جناب آپ اپنا باغ فدک لے لیں۔ حضرت امام کاظمؑ نے فرمایا اگر باغ فدک دینا چاہتے ہو تو ہم اس کی حدود کے ساتھ ہی اسکو وصول کریں گے۔ ہارون نے کہا پھر اس کی حدود بیان فرمائیں امام کاظمؑ نے فرمایا: اس کی پہلی حد یمن ہے، دوسری حد سمرقند ہے تیسری حد افریقہ ہے چوتھی حد سیف البحر یعنی دریا خزر اور ارومیہ ہے۔

ہارون رشید نے کہا آپ نے تمام سلطنت عباسیہ کا مطالبہ کیا ہے اور پھر ہمارے بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں رہے گی۔

حضرت امام کاظمؑ نے فرمایا تم ہی تو تھے کہ جو یہ بانگ دہل کہتے تھے کہ فدک واپس لے لو اور میں نے تمہیں بتادیا تھا کہ جب میں باغ فدک کی حدود بیان کروں گا تو تم اپنے قول سے ہٹ جاؤ گے اور باغ فدک واپس

ع۱ مجمع البحرین " مادہ فدک "

نہیں کرو گے۔ فدک کا دوسرا نام مملکت اسلامی ہے جہاں تک خلافت قائم ہے وہاں فدک کی حدود ہیں۔

اور حضرت فاطمہؑ فدک کو اسلامی حکومت کی بنیاد قرار دیتی ہیں۔ اگر خلیفہ فدک کو واپس کر دیتا ہے تو اس کی خلافت باطلہ بھی رخصت ہو جائے گی۔

حضرت فاطمہ زہراؑ فرماتی ہیں میرے بابا جان کے وسیلہ سے تمہاری اس گمراہی سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں باہر کر دیا اور اسلام لانے سے قبل تم سب لوگ دوزخ کے کنارے پر جا لگے تھے اور دوزخ میں گرنے ہی والے تھے کہ میرے بابا جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بچالیا۔ میرے بابا جانؐ نے تمہیں ان تمام تکلیفوں سے نجات دیدی۔

ان تمام باتوں کے علاوہ عربوں کے جنگجو، سرکش، متکبر اور متجاوز کاروں تے اور اہل کتاب کے گمراہ لوگوں نے جب کبھی جنگ کی آگ بھڑکائی اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو خاموش کر دیا اور جب شیطان نے اپنے سینگ پینائے اور مشرکین نے اپنے ذہن کھولے تو حضرت پیغمبرؐ نے اپنے بھائی حضرت علیؑ ہی کو ان کے حلق میں ڈالا اور وہ اس وقت تک واپس نہیں پلٹے کہ جب تک اچھی طرح ان کی گوشمالی نہ کر دی اور ان کی آگ کے بھڑکتے شعلوں کو اپنی تلوار کے پانی سے بجھا نہ دیا۔ انھوں نے ذات الٰہی میں بڑی کوشش کی اور وہ ہمیشہ امر الٰہی کے انجام دینے کے لئے کوشاں رہے۔ وہ رسولِ خداؐ سے قریب ہیں اور اولیاء خدا کے سیّد و سردار اور امامؑ برحق ہیں وہ امر خدا میں بڑا اہتمام کرتے ہیں نصیحتیں کرتے، کوششیں کرتے، زحمتیں اٹھاتے، اور سختیاں جھیلتے رہے۔ اور ! اس وقت تم لوگ

عیش و آسائش کی زندگی بسر کیا کرتے اور دنیا بھر کی لذتوں کا مزہ لیتے اور ہمارے حق میں مصیبتوں اور دکھوں کی آرزو وخواہش اور تمنا کرتے اور ہمارے واسطے بری خبر کے منتظر رہتے اور اپنے ارتداد کی گھات میں رہتے اور کبھی میدان جنگ میں تمہیں جانا ہی پڑ گیا تو پھر اپنے پاؤں سر پر لئے جان بچا کر میدانِ جنگ سے بھاگ لیا کرتے تھے۔

میں نے تم کو حق دکھا دیا ہے۔ لیکن تم ہو کہ باطل میں گر جانا چاہتے ہو اور جو حق اور بر حق ہے اس سے دور ہونا چاہتے ہو۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کے خطبہ نے انصار کو حضرت علیؑ کی جان نثاری، مردانگی اور شجاعت کو یاد دلادیا۔ اور اب وہ حضرت علیؑ کی ہستی اور خدا کی ذات کے بارے میں سوچنے لگے —

ابوبکرؓ نے اس خطرہ کو بھانپ لیا اور منبر پر بیٹھ کر کہا!

اے لوگو! دیکھا یہ رسولؐ کے زمانہ میں کہاں تھیں یہ وہ بات کہہ رہی ہیں کہ جس کا کوئی گواہ نہیں ہے اور یہ علیؑ کا کام ہے کہ جو عورتوں کے ذریعہ اپنا حق جتا رہے ہیں اور مسلمانوں کے درمیان اس طرح فتنہ برپا کر رہے ہیں۔

اور اے انصار تم حضرت رسول خداؐ کے زمانہ میں تھے۔ تم نے رسولِ خداؐ کو پناہ دی اور ہم بھی تمہاری ہی پناہ میں ہیں اور میرے ہاتھ بھی کھلے ہیں۔ جو میری مدد کرے گا میں اس پر کرم کروں گا۔ یہ کہہ کر منبر سے نیچے اتر آئے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ کو رسولِ خداؐ نے رسالت کا حصّہ قرار دیا ہے۔ وہ حضور سرورِ دو عالمؐ کے منصب کی شریک ہیں۔ شریک کار رسالت ہیں، وہ محافظ رسالت ہیں، محافظ اسلام ہیں اور خدا کی طرف سے ان کو یہ عہدہ ملا

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عصمت و طہارت کا اپنی کتاب میں اعلان کیا اور انکی محبت کو قرآن مجید میں اجر رسالت قرار دیا ہے ان کے منصب کا اقتضا تھا کہ وہ اسلام و قرآن اور رسالت کی حفاظت کریں اور اس حفاظت کا پہلا مرحلہ اس بدعت کا خاتمہ ہے کہ جو اسلام میں خلافت کے لبادہ میں آشکار ہو رہی ہے۔ وہ حکومتی ٹولہ کہ جس کو ابوسفیانی لشکر کی حمایت حاصل ہے اور وہ ان کے باباجانؐ کے اسلام کا دشمن ہے۔ وہ اپنے باباجان کے اسلام کو ابوسفیانی اسلام کی آمیزش سے الگ رکھنا چاہتی ہیں اور اس کے لئے انھیں بہت بڑی قربانی دینا ہے۔ وہ محمدؐ کی وارث ہیں اور خدیجہؑ کی بھی وہی وارث ہیں۔ انھوں نے عزم کر لیا ہے کہ اسلام کی ضرور حفاظت کریں گی وہ اسلام محمدیؐ کی پاسبانی کریں گی۔ وہ محمدؐ کی بیٹی ہیں مگر حسنین کی ماں ہیں وہ خدیجہ کی بیٹی ہیں اور زینب و ام کلثوم ان کی بیٹیاں ہیں۔ وہ علیؑ مشکل کشا اور فاتح خیبر کی شریک حیات ہیں۔ انھوں نے دیکھا ہے کہ ان کے باباجانؐ نے اپنی رسالت کی تبلیغ میں کیا کیا زحمتیں اٹھائی ہیں۔ انھوں نے رحمت للعالمینؐ کے دہن اقدس سے اس جملہ کو سنا ہے۔

"ما اوذی نبیٌ قطٌّ کما اوذیتُ" کسی نبی کو وہ اذیتیں اٹھانا نہیں پڑی ہیں کہ جو اذیتیں اور تکلیفیں میں نے اٹھائی ہیں۔ انھوں نے اسلام کی حفاظت کی ذمّہ داری سنبھالی ہے۔

وہ دربار خلافت میں اس طرح آئی ہیں کہ بنی ہاشم کی عورتیں ان کا حلقہ کئے ہیں اور چادر تطہیر سے پائے مبارک بھی پوشیدہ ہیں۔ وہ مسلمانوں سے خطاب فرماتی ہیں۔

ابھی رسولِ خداؐ کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور تمہارے نفاق اور بغض

و کینہ کی چنگاری پھوٹ پڑی۔ تمہارے دین کی چادر بوسیدہ ہو گئی اور گمراہوں کے گونگے نے اپنی زبان نکالی۔ گمنام افراد خود کو نمایاں کرنے لگے اور باطل پرستی کے ناقہ کا دودھ تمہارے گھروں میں بہہ کر آنے لگا اور خطرہ کے ٹل جانے کے بعد شیطان نے اپنا سر نکالا اور تمہیں اس نے اپنی طرف آنے کی دعوت دی اور اس نے دیکھا کہ تم اس کی دعوت قبول کرنے کے لئے حریص ہو اور شیطان کے دربار میں عزت کے خواہاں ہو۔ پھر اس نے تمہیں اٹھایا۔ تو دیکھا کہ بے حد ہلکے اور بے وزن اور بے وقعت ہو اور اس کی اطاعت کرنے کے لئے دوڑ لگا رہے ہو۔ جب اس نے تمہیں بھڑکانا چاہا تو تم بھڑک اٹھے۔

اور تم نے دوسرے کے اونٹ کو داغ دیا ہے اور اس گھاٹ پر جا پہونچے کہ جو تمہارے واسطے نہیں تھا۔ رسول کا زمانہ قریب ہے اور کل ہی کی بات ہے ابھی زخم بھی گہرا ہے اور گھاؤ ہرا ہے رسول اکرمؐ کو قبر میں ابھی نیند بھی نہیں آئی ہے تم نے فتنوں سے بچنے کے لئے جلدی کی تھی۔ اب اچھی طرح سمجھ لو کہ تم بُری طرح سے فتنوں میں گر پڑے ہو۔ اور کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

وارث مصطفےؐ مسلمانوں کی نجات کی فکر کرتی ہیں۔ انھیں یہی فکر ہے کہ امت کی نجات ہو۔ اور امت نے جس راستہ کو اختیار کیا ہے۔ اس کے ۷۲ راستے بنتے ہیں اور ان ۷۲ راستوں میں سے ایک راستہ بھی راہ نجات پر نہیں ہے کیوں کہ رسولؐ نے سفینہ نجات کو جس راستہ پر چلایا ہے۔ یہ ۷۲ راستے اس راستہ سے بہت دور ہیں اور سب منحرف سمت کو جا رہے ہیں۔

حضرت پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا! میرے اہل بیتؑ کی مثال سفینہ نوح کی ہے اور نجات اسی کی ہے کہ جو سفینہ آل محمدؐ سے وابستہ ہے۔ اور جس

نے سفینہ آل محمدؐ سے انحراف کیا وہ غرق ہو کر ہلاک ہوا۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے تمام مسلمانوں کو انصار اور مہاجرین کو یہ بتا دیا کہ اب تم ہلاکت کے راستہ پر چل رہے ہو اس میں نجات نہیں ہے۔ یہ کفر کا راستہ ہے۔

راہ نجات علیؑ ہیں، صراط مستقیم علیؑ ہیں۔ نبا عظیم علیؑ ہیں، قسیم جنت علیؑ ہیں، ساقی کوثر علیؑ ہیں، وصی مصطفےؐ علیؑ ہیں، اخی محمدؐ علیؑ ہیں۔ صاحب لوح علیؑ ہیں۔ سید الاوصیا علیؑ ہیں، کل ایمان علیؑ ہیں، کل اسلام علیؑ ہیں، حوض کوثر کے مالک علیؑ ہیں جوانان جنت کے سرداروں کے پدر نامدار علیؑ ہیں۔ اگر تمہیں جنت چاہیئے تو علیؑ کے پاس جاؤ، نجات چاہیئے تو علیؑ کے پاس جاؤ، صراط مستقیم چاہیئے تو علیؑ کے پاس آؤ۔ عظیم خبر چاہیئے تو علیؑ کے پاس آؤ۔ جنت چاہیئے تو علیؑ کے پاس آؤ، کوثر چاہیئے تو علیؑ کے پاس آؤ۔ مصطفےؐ چاہیئے تو علیؑ کے پاس آؤ، محمدؐ چاہیئے تو علیؑ کے پاس آؤ، ایمان چاہیئے تو علیؑ کے پاس آؤ، اسلام چاہیئے تو علیؑ کے پاس آؤ اور جس راستہ پر تم چل رہے ہو وہاں علیؑ نہیں ہیں۔ علیؑ حق کے ساتھ ہیں علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں۔ حق علیؑ کے ساتھ ہے، قرآن علیؑ کے ساتھ ہے، سقیفہ میں اگر حق ہوتا تو علیؑ بھی ہوتے۔ سقیفہ میں اگر ایمان ہوتا تو علیؑ بھی ہوتے، سقیفہ میں اگر اسلام ہوتا تو علیؑ بھی ہوتے، علیؑ وہاں تھے کہ جہاں رسول حق پیغمبرؐ اسلام اور بانی اسلام اور صاحب قرآنؐ سو رہا تھا۔

تم نے رسول خداؐ کو دفن کرنے میں جلدی نہیں کی اور تم نے رسول خداؐ کے جنازہ کو پڑا چھوڑ دیا اور سقیفہ میں خلافت لینے کے لئے چلے گئے، سقیفہ میں خلافت؟ کس کی خلافت، خدا کی خلافت سے سقیفہ میں کیا کام؟ ۔ سقیفہ میں رسول خداؐ کی خلافت سے کیا کام؟ رسول خدا کا خلیفہ وہ ہے

کہ جس نے انھیں سپرد زمین کیا ہے۔ مسلمانو! خبردار میں تمہیں ہوشیار کرتی ہوں۔ جس راستہ کو تم نے اختیار کیا ہے یہ گمراہی کا راستہ ہے یہ کفر کا راستہ ہے۔ یہ دوزخ کا راستہ ہے اور اب میری ملاقات قیامت میں ہوگی جو شخص اس شیطانی راستہ پر چلے گا۔ وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ روز محشر شفاعت میری ہی چلے گی وہاں میرے دستخط سے جنت کا پروانہ ملے گا۔ آج تم میری حمایت نہیں کرتے تو کل بھی میں تمہاری شفاعت نہیں کروں گی۔

حضرت فاطمہؑ کے خطبہ کا اثر ہوا اور مسجد میں لوگ حق کی طرف بڑھے۔ تو ابوبکر منبر پر چڑھ گئے۔ لوگو! سنو سنو! یہ علیؑ گھر میں کیوں بیٹھ گئے؟ عورتوں کے ذریعہ حق طلب کرتے ہیں اور دل کا بخار علیؑ کے خلاف نکال ڈالا۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے باک فدک کو خلافت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فدک کو حضرت فاطمہ زہراؑ کے نام اسی لئے ہبہ کیا تھا کہ یہ میری بیٹی خدیجہ کی بھی وارث ہے۔ جب اسلام پر وقت پڑیگا تو فدک کیا خود کو بھی قربان کر دے گی اور میرے اسلام کو بچالے گی۔ سیّدہ فاطمہؑ نے امامت والے اسلام کی حفاظت کے لئے خلافت والے اسلام سے جہاد کیا۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنے خطبہ میں خلیفہ کی اسلامی نقاب بھی اتار ڈالی اور آشکار کر دیا کہ جس کو ثبوت اور بینہ ہلاک کر دے وہ ہرگز زندہ نہیں ہوگا چاہے وہ فدک کو ہضم کر جائے۔ اور جو دلیل اور بینہ کے ساتھ زندہ ہو وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ چاہے فدک اس کے قبضہ سے غصب کر لیا جائے چھین لیا جائے۔ ورنہ بضعت الرسولؐ اور دربار خلافت جس طرح وارث فاطمہؑ زینب علیاؑ دربار یزید میں گئی تھیں۔ اسی طرح

فاطمہ زہراؑ دربار خلافت میں آکر خلافت کی بنیادوں کو اکھاڑ رہی ہیں۔

رسول زادی کو دنیا کی احتیاج نہیں ہے دنیا پرستوں کو دنیا چاہیئے۔ فدک کا معاملہ اسلام کا معاملہ تھا۔ اسلام کو فدک چاہیئے تھا اور جن لوگوں نے فدک کو غصب کیا تھا وہ اسلام کے مٹانے والے تھے اور آج تک وہی اسلام کے مٹانے کے سبب ہیں۔ حضرت علیؑ فرمایا کرتے۔ فدک گیا تو کیا اور رہتا تو کیا'' ہم ہر چیز سے بے نیاز ہیں۔

حضرت فاطمہ زہراؑ کا زہد بھی کم نہیں تھا۔ سورۂ ھَلْ اَتٰی کی آیتیں فاطمہ زہراؑ کے زہد و ورع کا کلمہ پڑھ رہی ہیں۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے اسلام محمدیؐ کو اسلام ابوسفیانی سے الگ کر دیا۔ اور یہی ان کا کارنامہ ہے۔

اسی لئے حضرت علیؑ ہر روز انھیں بغلہ پر سوار کر کے مہاجرین اور انصار کے گھروں کا دورہ کرتے اور ان سے نصرت کا مطالبہ کرتے جبکہ وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ ہماری نصرت اور مدد نہیں کریں گے۔ یہ صرف اس لئے تھا کہ لوگ رہتی دنیا تک حقیقت امر سے آگاہ رہیں اور غاصبین اور ان کے حوالی اور موالی کی پہچان ہو جائے اور اہل حق و حقیقت کے لئے راہ معلوم ہو جائے۔ اور چہروں پر پڑی نقابیں ہٹ جائیں۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں! علی بن تقی شہر نیل کے رہنے والے ہیں وہ کہتے ہیں ابوبکر اور عمر نے باغ فدک کو اپنی خلافت کو مستحکم کرنے کے لئے غصب کیا تھا۔ باغ فدک سے ستر ہزار دینار سالانہ کی آمدنی ہوتی تھی۔ اس لئے دونوں نے متحد ہو کر باغ فدک کو غصب کر لیا اور انھوں نے فاطمہ زہرا کو خمس سے بھی محروم کیا کیوں کہ فقیر اور نادار آدمی کی جرأت و ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ عزت نفس سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور وہ خود اپنی آنکھوں میں بھی خود کو حقیر سمجھنے

لگتا ہے اور پھر وہ ملک اور ریاست کے حاصل کرنے کے خواب نہیں دیکھتا۔

حضرت امام جعفر صادق ع نے مفضل بن عمر سے فرمایا! جب ابوبکر خلیفہ بن گئے تو عمر نے انھیں مشورہ دیا کہ علیؑ اور اہلِ بیت ع کو خمس سے محروم کر دو۔ اور باغ فدک کو قبضہ میں لے کر بیت المال میں داخل کر لو۔ جب ان کے شیعوں کو یہ معلوم ہو جائے گا تو ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنی دنیا کی خاطر وہ تمہاری طرف کا رخ کریں گے۔ اس طرح ابوبکر نے اہلِ بیت ع کو ہر طرح سے تہی دست اور نادار بنا دینے کی کوشش کی۔ ع۱ اور وہ چاہتے تھے کہ اہلِ بیت ع کی راہ

ع۱ باطل پرست اس سے بڑھ کر سوچ ہی نہیں سکتا وہ سب کو اپنا جیسا ہی سمجھتا ہے۔

حضرت علی ع اپنے شیعوں کو پہچانتے ہیں۔ جب ابن عباس نے کہا! آقا آپ بھی روپیہ پیسے سے لوگوں کو اپنا حامی اور طرفدار بنائیں اور بیت المال کا دروازہ اس کام کے لئے کھول دو۔ حضرت علی ع فرماتے ہیں! اگر تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب کسی منافق کے سر پر الٹ دوں کہ مجھ سے محبت کرنے لگے۔ تو وہ ہرگز مجھ سے محبت نہیں کرے گا۔ اور اپنی یہ تلوار کسی مومن کی ناک پر مار مار کر کہوں کہ مجھ سے دشمنی کر۔ تو وہ ہرگز مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا اس لئے کہ حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق گو سے یہ کلمہ جاری ہو چکا ہے کہ علی ع تمہارا کوئی دوست نہیں ہوگا مگر مومن۔ اور تمہارا کوئی دشمن نہیں ہوگا مگر کافر اور منافق"

میرے مولیٰ نے عمر کی بات کا جواب دیا ہے۔ وہ دولت و ثروت میں علیؑ کے شیعوں کو دیکھ رہا ہے۔ میثم تمار حضرت علیؑ سے محبت کرتے ہیں اور مولی علیؑ کو بھی ان کی محبت پر ناز ہے۔ مولیٰ نے فرمایا! میثم تمہیں ہماری محبت کا امتحان دینا ہوگا۔ میثم نے سوال کیا میرے آقا یہ فرمائیں کہ میں اس امتحان میں کامیاب ہو جاؤں گا؟

میں رکاوٹیں کھڑی کر دی جائیں اور افراد شہر کو ان کے حضور میں جانے نہ دیا جائے۔ اور انہیں ہر طرح سے فشار اور دباؤ کے نیچے رکھا جائے۔ اہلِ بیت ع کے دشمنوں نے ہر طرح سے ان کے دوستوں کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔

خدا کا شکر آج بھی ہر جگہ محبان اہل بیت ع موجود ہیں جن لوگوں نے فدک کو غصب کیا تھا وہ دنیا پرست تھے اور فاطمہ زہرا ع نے احقاق حق کے لئے اور ظالم اور ستمگار دستہ کو آشکار کر دینے کی غرض سے بھی فدک کے حصول کے لئے کوشش کی اور حضرت رسول خدا ص نے فرمایا اگر اپنے مال اور دولت کی حفاظت میں کسی کی جان چلی جائے تو اس کی موت شہید کی موت ہوگی۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر مسلمان کو اپنے مال کی حفاظت کرنا ہے۔

امام نے فرمایا ہاں تم کامیاب رہو گے۔ میثم تمہاری زبان نکال دی جائے گی اور فلاں کھجور کے درخت پر تمہیں لٹکایا جائے گا۔ میثم نے اس درخت کو پانی دینا شروع کر دیا۔ ہر روز صبح سویرے اس درخت کو پانی دیا کرتے۔

حضرت امام حسن ع کوفہ سے مدینہ چلے گئے اور معاویہ کا زیاد بن سمیہ کوفہ کا حاکم بنایا گیا۔ زیاد لعین حضرت علی ع کے شیعوں سے آشنا ہے۔ وہ شیعوں کو چن چن کر قتل کر رہا ہے میثم کو گرفتار کیا تو میثم نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ زیاد بن سمیہ نے دریافت کیا یہ سجدۂ شکر کیسا ہے۔؟ میثم نے کہا میرے آقا کی بشارت کا وقت قریب ہے میرے آقا نے فرمایا ہے کہ پہلے میری زبان گدی سے نکالی جائے گی۔ اس کے بعد مجھ کو شہید کیا جائے گا۔ زیاد نے حکم دیا کہ انھیں فلاں کھجور کے درخت پر لٹکا دو۔ جلادوں نے میثم تمار ع کو کھجور کے درخت پر لٹکا دیا۔ انھوں نے مولیٰ علی ع کے فضائل بیان کرتا

حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنے حق کے حصول کے لئے کسی طرح کی کمی نہیں کی بلکہ اس کے حصول کی جو بھی صورت ممکن تھی اس کو اختیار کیا۔

آج بھی تاریخ میں حضرت فاطمہ زہراؑ کا مقدمہ موجود ہے۔ اہل انصاف اس مقدمہ پر اپنی نظر دیتے ہیں اور مسلمان اعلان کرتے ہیں کہ ابو بکر نے حضرت رسول خدا کی قرۃ العین فاطمہ زہراؑ کے خلاف غیر اسلامی اور غیر انسانی خصومت کی روش اختیار کی تھی۔ حضرت فاطمہؑ کا مقصد بھی یہی تھا کہ مسلمانوں نے خدائی فرمان اور نص الٰہی کے برخلاف جس سیاسی روش کو اپنایا ہے اس میں کفر و نفاق اور ظلم و ستم کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ اور دنیا بھر کے انسانوں کو انھوں نے یہ پیغام بھی دیا کہ جو لوگ حضرت رسول خدا کے اہل بیتؑ پر رحم نہیں کرتے وہ رسول اسلامؐ کا کلمہ گو افراد پر بھی رحم نہیں کریں گے۔

اور حضرت فاطمہ زہراؑ کی شہادت کے پچاس سال کے بعد مسلمانوں کی ساختہ اور پرداختہ خلافت کے خلیفہ یزید نے مدینہ منورہ میں دس ہزار سے زیادہ انصار اور مہاجرین کا قتل عام کیا۔ ان کے بچوں کو قتل کیا۔ ان کی عزت ناموس کو لوٹا۔

شروع کر دیا۔ تمام کوفہ امنڈ پڑا۔ زیاد لعین نے حکم دیا کہ ان کی گدی سے زبان نکال ڈالو۔ زبان نکال ڈالی گئی تو میثم نے انگلی کے اشارہ سے اپنے آقاؑ کو سلام کیا۔

تاریخ اس طرح کے بے شمار میثم رکھتی ہے مولیٰ علیؑ کا دشمن سمجھ رہا تھا کہ علی کے شیعہ اپنی دنیوی زندگی کی ضرورتوں کے تحت ہماری حمایت کریں گے اور شیعوں نے دنیا سے ہی بیزاری کا اظہار کر دیا۔ اور مولیٰ کا دیرینہ دشمن اپنی خواہش کو اپنی قبر میں لے گیا۔

مدینہ منورہ کی تباہی کرنے کے بعد یزید نے مکہ مکرمہ کو بھی نہیں بخشا اور بیت اللہ کی حرمت کو بھی پامال کیا۔

حضرت امام حسینؑ کو جن لوگوں نے یزید لعین کے زیر خنجر جانے دیا امام حسین کی نصرت سے ان لوگوں نے چشم پوشی کی اور حق سکوت لے کر اپنے گھروں میں خاموش بیٹھے رہے وہ بھی یزیدی تلوار سے نہ بچ سکے مسلمانوں پر ہر صدی میں کوئی یزید عصر سوار ہو جاتا ہے اور وہ ان کی جان اور عزت و آبرو کو مٹا دیتا ہے۔ یہ یزیدی بیج سقیفہ بنی ساعدہ میں بوئے گئے تھے۔ اور وقت معلوم تک ان کی پیداوار ہوتی رہے گی۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: مجھ کو جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکی اور مجھکو معلوم تھا کہ مجھ کو حمایت نصیب نہیں ہوگی۔ ع۱ میں نے اپنی طرف سے حجت تمام کر دی ہے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے مقدمہ فدک کے ضمن میں اسلام محمدیؐ کو اسلام ابوسفیانی سے الگ کر دیا اور اس راہ میں انھوں نے منزل شہادت تک اپنا سفر جاری رکھا۔

اور حضرت فاطمہؑ مسجد نبویؐ میں اسی شان سے آئیں کہ جس شان سے میدان مباہلہ میں آئی تھیں۔ میدان مباہلہ میں میر کاروان پرچم توحید کے علمبردار حضرت رسول خاتم الانبیاءؐ تھے اور اس کاروان حق اور احقاق حق کی سیدہ سیدہ نساء عالمین ہیں اور شاید فاطمہؑ کے اسی منصب کو پیش نظر رکھ کر حضرتؐ رسول خداؐ نے فاطمہؑ کو رسالت کا جزء قرار دیا ہو۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے مسجد نبویؐ میں تمام مسلمانوں کو یہ سبق بھی دیا

ع۱ ۔ بحار ج ۸ ص ۱۲۸ ۔ طبع کمپانی ۔

که حضرت رسول خدا ص کے جو اللہ کی طرف سے فرائض تھے انھیں صرف حضرت علیؑ ہی انجام دے سکتے ہیں اور جو لوگ خود ساختہ خلیفے ہوں گے وہ صرف بدعتیں ایجاد کر سکتے ہیں۔ قرآن اور سنت رسول ص کو اجرا نہیں کر سکتے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے انھیں للکارا کہ تم قرآن مجید کے عموم و خصوص کیا جانو؟ مسلمان جو صاحب حق ہے تم اس سے بہت دور ہو گئے ہو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ علیؑ حضرت رسول خدا ص کے علوم کے حامل اور دروازہ شہر علم نبی ص ہیں۔ اگر تمھیں علوم الٰہی اور نبی ص کی ضرورت ہے تو علیؑ کے پاس تمھیں آنا ہی ہوگا۔ کیا علیؑ سے بڑھ کر تمھارے پاس کوئی عالم ہے؟ کیا کسی کو رسالت کی معرفت ہے؟ اور اسلام کے احکام اور قانون سے تمھارے درمیان کوئی آشنا ہے علیؑ ہیں کہ جو وحی الٰہی کی زبان اور قرآن کے مزاج سے آشنا ہیں۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنے اسی تاریخی خطبہ میں بتایا یہ کہ ظلم وجور کی بنیاد پر جو حکومت قائم کی جا رہی ہے یہ اسلام کو مٹانے کے لئے ہے۔ یہ بدعت ایجاد کرے گی، حلال خدا کو حرام قرار دے گی اور محرمات کی پروا نہیں کرے گی۔

اور مسلمانوں نے دیکھا کہ خلیفہ کی تلوار خالد بن ولید کے ہاتھ میں پہونچی تو مالک بن نویرہ اور ان کے قبیلہ کے بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کر گئی اور مالک کی بیوہ زوجہ کو خلافتی اجتہاد نے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اور لیلیٰ بنت منہال کے ساتھ خالد پلید نے منہ کالا کیا اور خلافتی اسلام کو روسیاہ کیا۔

سید کاظم قزوینی کہتے ہیں کہ "ارباب اقتدار نے باغ فدک کو صرف اس لئے غصب کیا تھا کہ اہل بیت ضعیف اور کمزور و ناتواں ہو جائیں وہ حضرت علیؑ کے خلاف اقتصادی جنگ کر رہے تھے، وہ سمجھ رہے تھے کہ اگر علی فقیر اور نادار

رہ جائیں گے تو پھر علیؑ کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں ہوگا اور علیؑ بھلا دئے گئے تو وہ اسلام محمدی ص بھی بھلا دیا جائے گا اور جب تک علیؑ مسلمانوں کو یاد آتے رہیں گے تو اسلام محمدی ص کی بھی یاد تازہ ہوتی رہے گی۔ اور اسلام ابوسفیانی کے لئے مشکلات درپیش رہیں گی۔ یہ وہ سیاست تھی کہ جو منافقین حضرت رسول خدا کے حق میں جاری کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ جو لوگ رسول خدا ص کے قریبی ہیں ان پر کسی طرح کا انفاق مت کرنا یہاں تک کہ بھوک سے مر جائیں اور دم توڑ ڈالیں۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میرے استاد تھے علی بن الفارقی وہ بڑے پایہ کے عالم زاہد اور مشہور استاد تھے۔ ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے علماء و محدثین اور مورخین جہاں شامل ہیں وہ بغداد غربی کے مدرسہ میں تدریس کیا کرتے تھے۔ چھٹی صدی ہجری میں ان کی بڑی شہرت تھی۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد سے سوال کیا:

"کیا حضرت فاطمہ زہراؑ سچی اور برحق تھیں"؟ علی بن الفارقی نے جواب دیا: ہاں بے شک وہ سچی اور برحق تھیں۔

میں نے کہا جناب پھر ابوبکر نے ان کا باغ فدک کیوں واپس نہیں کیا۔ جب کہ فاطمہ زہراؑ کو وہ بھی سچا اور برحق سمجھتے تھے؟

یہ سنکر علی بن الفارقی مسکرائے اور اس کے بعد بے حد حسین و جمیل عبارت اور الفاظ میں فرمایا۔ اگر فاطمہ زہراؑ کے دعوی پر ابوبکر آج باغ فدک واپس لوٹا دیتے تو پھر وہ کل آتیں اور اپنے شوہر کے حق میں خلافت کا ادعا کرتیں۔ اور انھیں ان کے مرتبہ سے معزول کر دیتیں۔ اور یہاں تکلف کی بھی مجال نہیں تھی۔ ابوبکر اچھی طرح جانتے تھے کہ فاطمہ سچی ہیں اور جھوٹی روایت

تو انھوں نے خود ہی گڑھی ہے۔ اور فاطمہؑ کے دعویٰ پر کسی گواہ اور دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے ع۱

حضرت فاطمہؑ نے مسجد نبویؐ کا انتخاب کیا اور وہ بھی اس وقت کہ جب مسجد انصار اور مہاجرین سے بھری ہو۔ بنی ہاشم نے از قبل پردہ کا اہتمام کیا ہے۔ حضرت فاطمہ زہراؑ مسجد میں آئیں تو بنی ہاشم کی خواتین حلقہ بنائے تھیں اور قنات کے پیچھے بیٹھ کر بضعت الرسولؐ نے اپنے باباجان کی امت سے خطاب کیا اور ابوبکر نے حضرت فاطمہ زہراؑ کے خطبہ کو بڑے غور سے سنا اور لرزنے لگے۔ ایسی فصاحت و بلاغت کسی نے نہیں سنی تھی۔ معلوم ہو رہا تھا کہ رسولؐ بول رہے ہیں۔

خطبہ کی بلندی کا کیا کہنا معراج خطابت کے موتیوں سے آراستہ ہے انتہائی مصائب و آلام کے عالم میں یہ خطاب فی البدیہہ کیا ہے اور ذرا بھی اضطراب نہیں ایک ایک جملہ انتہائی طمانینت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ مبالغہ سے پاک فصاحت و بلاغت کے ہر نقص سے پاک اور منزہ معلوم ہو رہا تھا کہ لوح محفوظ کا نزول ہوا ہے اور مصدر قرآن سے قرآن کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ قرآن حضرت رسولِ خداؐ کا ابدی معجزہ ہے اور خطبۂ فدک حضرت فاطمہ زہراؑ کے اعجاز بیان کی تصدیق کر رہا ہے اور بضعت الرسولؐ کے جزءِ رسالت ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔ ع۲

ع۱ شرح نہج البلاغہ ج ۱۶ ص ۲۸۴۔

ع۲ فاطمۃ الزہراء من المہد الی اللحد ۳۵۲ - ۳۵۹

فصل ۲۷

حضرت فاطمہ زہراؑ کی

مدینہ رسولؐ

کی

طرف

ہجرت

حضرت فاطمہ زہراؑ

کی مدینہ رسولؐ کی طرف ہجرت

جناب ہاشم الحسنی کہتے ہیں :

حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے بچپن ہی سے آلام و مصائب رنج و دکھ سے اچھی طرح آشنا تھیں۔ جب لوگ گوسفند کی آلائش حضرتؐ پر نماز کی حالت میں ڈال جایا کرتے تو حضرت فاطمہؑ اپنے ننھے ہاتھوں سے اپنے بابا جانؐ کے سر اقدس کو صاف کیا کرتیں۔ کفار قریش کے مشرک بچے حضور اکرمؐ کو پتھر مار کر لہولہان کر دیا کرتے تو حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے بابا جان پر نوازش کرتیں اور حضور اکرمؐ اپنی لخت جگر کو ام ابیہا کا لقب دیتے، پھر آلام اور آزار و مصائب میں ہر روز شدت ہی ہوتی رہی۔ تین سال تک عربوں نے کھانا پانی بند کر دیا اور دانے دانے کو ترسا دیا۔ اس تین سال کے عرصہ میں بڑے بڑے دکھ جھیلنا پڑے، ہوں محاصرہ ختم تو محسن اسلام حضرت ابو طالبؑ اور خدیجہؓ نے داغ مفارقت دیا اور حضورؐ نے ایک سال تک اپنے چچا جان اور شریک حیات کا غم منایا اور تاریخ اسلام نے اس سال کو غم کے سال کا نام دیا اور حضرت رسولِ خداؐ نے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا۔

ابو طالب نہ رہے تو رسولؐ کی پناہ گاہ بھی ختم ہو گئی اور آپؐ کو اب قریش بغیر کسی مقاومت، روک ٹوک اور مزاحمت کے قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں اور آنحضرت کے بیت اشرف کا محاصرہ بھی قتل کی غرض سے کر لیا ہے۔ اس محاصرہ میں قریش و کفار اور مشرکین کے ہر قبیلہ کا ایک فرد

شریک ہے اور مکہ میں کوئی گھر نہیں ہے کہ جہاں حضورؐ کو پناہ ملنے کی امید ہو۔

حضرت رسول خداؐ نے اپنے بستر پر علیؑ کو لٹایا اور زید بن حارثہ کے ساتھ غار ثور میں پناہ لی اور پھر وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ع١

حضور نبی اکرمؐ نے اپنے بھائی علیؑ کو حکم دیا کہ اہلِ مکہ کی امانتیں واپس کر کے مستورات اور اہلِ بیتؑ کو لے کر مدینہ آجائیں۔

حضرت علیؑ حضرت فاطمہ زہراؑ و اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ بنتِ اسد و فاطمہ بنتِ حمزہ اور فاطمہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت علیؑ فواطمؑ کے قافلہ کو لے کر ظہر کے وقت مکہ سے روانہ ہوئے۔ ام ایمن اور ابو واقد ویثی خدمت میں موجود رہیں۔

ابو واقد نے کہا یا علیؑ میں دوسرے راستہ سے آتا ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں قریش مزاحم نہ ہوں اور ہماری ہجرت کو روک دیں۔ حضرت علیؑ نے حکم دیا نہیں تم ہمارے ساتھ ہی رہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔

یہ ہجرت پناہ قافلہ حق و حقپرست کچھ ہی دور گیا تھا کہ قریش کے آٹھ گھوڑ سوار مزاحم ہوئے۔ اس میں حرب بن امیہ کا غلام جناح بھی شریک تھا۔ حضرت علیؑ نے واقد اور ام ایمن سے فرمایا کہ ناقوں کو بٹھا دو اور مستورات زمین پر بیٹھ جائیں اور تلوار کو نیام سے باہر نکالا اور کفار کی طرف بڑھے۔

بعض اہل سنت نے زید بن حارثہ کی جگہ ابو بکر کا نام لکھ دیا۔ جب کہ عقلی دلیلوں اور حدیثوں سے اس کی نفی ہوتی ہے، ہجرت کی منزل بے حد سخت تھی اور ابو بکر خود بوڑھے تھے وہ کیا خدمت کر سکتے تھے وہ تلوار کے آدمی بھی نہیں تھے اور زید بن حارثہ حضورؐ کے غلام تھے اور تلوار کے دھنی تھے۔ وہ حضورؐ کی ہر خدمت کیلئے مستعد تھے اور ابو بکر بالکل بے کار اور مزاحم ہوتے۔

کفار نے کہا ! اے علیؑ تم سمجھتے ہو کہ مستورات کو بچا سکو گے ؟ اور کہا کہ ہماری اطاعت کو قبول کرتے ہوئے اپنے کاروان کو مکہ کی طرف پلٹا دو ۔

حضرت علیؑ نے فرمایا ! مردانِ حق کا یہ کام نہیں ہے ۔ تم جو کر سکتے ہو آگے بڑھو ۔ اور ان کے وسط میں کھڑے ہو گئے اور وہ دائیں بائیں ہو گئے حضرت علیؑ نے حرب بن امیہ کے غلام جناح پر حملہ کیا تلوار اس کے گھوڑے کی پشت پر بیٹھ گئی اور باقی سبھی لوگ فرار کر گئے اور حضرت علیؑ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ سیرت کی بعض کتابوں میں یہ واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے " شیخ مہدی مازندرانی کہتے ہیں : کہ کاروان حق و حقیقت کی راہ میں مزاحمت کرنے والوں میں ایک حویرت بن نقید بن عبد قصیٰ تھا ۔ قریش نے اس کی شجاعت پر بھروسہ کرتے ہوئے اسکو حکم دیا تھا کہ علیؑ اور فواطمؑ کو لے کر مکہ " واپس ہو اور یہ ملعون مکہ میں ہمیشہ حضرت رسول خداؐ کو آزار دیتا رہا ہے ۔ اور حویرت حضرت فاطمہؑ کے ناقہ کی طرف بڑھا اور اس نے اونٹ کو بھڑکا دیا اور حضرت فاطمہ زہراؑ زمین پر گر گئیں اور باباجانؐ کی ہجرت کا صدمہ ، ماں کی رحلت اور چچا جان کے انتقال کا غم کا بار ہے ۔ حضرت فاطمہ زہراؑ بے حد نحیف و لاغر ہیں ۔ حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ کے قریب پہونچے دیکھا کہ چہرۂ انور زرد پڑ گیا ہے ۔ اب شیر بیشہ کی طرح قریش پر جھپٹے اور کچھ لوگوں کو دوزخ رسید کیا اور کفار نے فرار کیا ۔ اب علیؑ حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے اور کہا اے بضعت رسول اللہ آپ کے رخ انور کا رنگ خوف سے زرد پڑ گیا ہے ۔ اور میں آپ کے چچا جان کا فرزند ہوں یہ علی بن ابی طالبؑ اپنی جان دے دے گا اور آپ کی شان پر آنچ نہیں آنے

دے گا ۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے جواب دیا :

اے ابن عم ۔ تم جس کے پشت پناہ ہو اس کو کیا خوف ہو گا ؟ ع۱

عزیزان محترم فتح مکہ کے روز جن لوگوں کے خون مباح تھے ان میں ایک حویرت بن نقید تھا ۔ حضرت رسول خداؐ نے اس ملعون کے بارے میں حکم دیا تھا کہ اگر غلاف کعبہ میں بھی چھپا ہو گا تو قتل کیا جائے گا ۔ حضرت علیؑ نے حویرت بن نقید کو واصل جہنم کیا ع۲

حدیث ہجرت میں یہ واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے : اس کے بعد حضرت علیؑ کاروان حق اور حقیقت کو لے کر ضجنان پہونچ گئے اور وہاں ایک دن رات قیام فرمایا اور وہاں کچھ کمزور مومنین اور ام ایمن قافلہ میں شامل ہو گئے اور مہاجرین دن رات اور اپنے قیام اور قعود میں نماز پڑھتے ذکر الٰہی کرتے ۔ رکوع اور سجود بجا لاتے ۔ حضرت علیؑ نے نماز جماعت پڑھائی اور پھر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ہر منزل پر عبادت الٰہی بجالاتے اور اسی شان سے بارگاہ الٰہی میں اپنے سجدے نثار کرتے ہوئے مدینہ رسولؐ پہونچ گئے اور ان کی مدینہ آمد سے قبل حضور اکرمؐ پر وحی الٰہی کا نزول ہو چکا تھا ۔

" الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبہم و یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض "

" فاستجاب لہم ربہم انی لا اضیع عمل عامل منکم

ع۱ شجرۂ طوبیٰ ص : ۶۶ ۔ ع۲ سیرۃ الائمہ اثنی عشر ج ۱ ص ۷۹ ۔ ۸۱ ۔

من ذکر و انثیٰ"

یعنی حضرت علیؑ اور فاطمہ زہراؑ "بعضکم من بعضٍ"
یعنی علیؑ فاطمہؑ سے اور فاطمہؑ علیؑ سے ہیں۔